۲۱

عمر سلیمان الاشقر

Acc No
Date

ISLAMIC REASERCH CENTRE
REORI TALAB, VARANASI
INDIA

قیاس

ایک تقابلی مطالعہ

ترجمہ

عبد الوہاب حجازی

ناشر

ادارۃ البحوث الاسلامیۃ والدعوۃ والافتاء بالجامعۃ السلفیۃ بنارس

AsliAhleSunnet.com

٢٠

4657
TUR RAZA LIBRARY
Acc. No........
Date..........
١٩٩١ء

عمر سلیمان الاشقر

قیاس

ایک تقابلی مطالعہ

ترجمہ

عبدالوہاب حجازی

Rs 10/-

ناشر

ادارۃ البحوث الاسلامیہ جامعہ سلفیہ ریوڑی تالاب

(وارانسی)

AsliAhleSunnet.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب — قیاس ایک تقابلی مطالعہ
نام مصنف — شیخ عمر سلیمان الاشقر
اشاعت اول — ایک ہزار جنوری سنہ ۱۹۸۴ء
کتابت — عبدالحمید اثری
طباعت — نشاط پریس ٹانڈہ فیض آباد۔

صفحات ۱۲۸

ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ سلفیہ ریوڑی تالاب وارانسی ۲۲۱۰۱۰
۲۔ الدار السلفیہ ص۔ ب ۲۰۸۵۷ عمارۃ الثوینی الکویت
۳۔ جریدہ ترجمان ۱۴۲۱ اردو بازار جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶
۴۔ حافظ شیخ عین الباری صاحب 5 Murray Road کلکتہ ۷۰۰۰۱۸
۵۔ مکتبہ مسلم جمعیۃ منزل، بربرشاہ سرینگر ۱۹۰۰۰۱
۶۔ دارالمعارف، ۱۳ محمد علی بلڈنگ بھنڈی بازار بمبئی ۳ ۴۰۰۰۰۳

AsliAhleSunnet.com

فہرست مضامین

موضوعات	صفحات
کتاب سے پہلے	۱
مقدمہ	۶
قیاس کی تعریف	″
ظاہری اور معنوی برابری	۱۰
احادیث میں لفظ قیاس	۱۱
قیاس اصطلاحی	۱۳
پہلے گروہ کی تعریفیں	۱۴
تعریفات کے الفاظ میں اختلاف کے دوسرے اسباب	۱۷
امام شافعی کے یہاں قیاس کی تعریف	۱۸

AsliAhleSunnet.com

موضوعات	صفحات
اصولی اور منطقی قیاس	۲۱
قیاس اور اجتہاد	″
وہ اجتہاد جو قیاس ہے	۲۳
قیاس اور رائے	۲۶
فصل اوّل	
قیاس کے حجت ہونے میں علمار کے مذاہب	۲۶
شرعی مسائل میں قیاس تاریخی جائزہ	۲۷
پہلا گروہ	۳۶
دوسرا گروہ	″
تیسرا گروہ	″
قیاس میں غلو کرنے والے	۳۷
قیاس کو بوقت ضرورت استعمال کرنے کے قائل	۳۸
وہ امور جن کے قیاس ہونے پر اتفاق یا اختلاف ہے	۴۱
مفہوم موافقت	″

AsliAhleSunnet.com

صفحات	موضوعات
۴۵	امور شرعی جن میں قیاس جائز یا ناجائز ہے
۴۶	قیاس کے حجت ہونے میں اختلاف کی ابتدا
۴۸	**فصل دوم**
//	**دلائل**
//	عقلاً محال کہنے والوں کے دلائل
۵۴	عقلاً واجب کہنے والوں کے دلائل
۵۷	عقلاً جائز کہنے والوں کے دلائل
//	کیا شرعاً قیاس کا حکم ہے
۵۸	قرآنی استدلال
۵۹	قیاس کو قرآن سے ثابت کرنیوالوں کا استدلال چند وجوہ سے ہے
۶۶	قرآنی استدلال کا دوسرا طریقہ
۷۰	قرآنی استدلال کا تیسرا طریقہ
۷۱	حدیث سے استدلال
۷۴	سنت سے استدلال کا دوسرا طریقہ

AsliAhleSunnet.com

موضوعات	صفحات
سنت سے استدلال کا تیسرا طریقہ	۷۶
اجماع سے استدلال	۷۷
سلف کے قیاس اور ان کے اقوال	۷۸
قیاس کا انکار کرنے والوں کے دلائل	۸۴
حدیث معاذ	۸۷
صحابہ اور قیاس	۹۲
رسول اللہ کے قیاسات پر ان کا اعتراض	۹۵
اجماع سے قیاس کی نفی کا استدلال	۱۰۳
صحابہ اور ان کے بعد کے آثار	۱۰۴
منکرین اور قائلین قیاس کے دلائل میں تطبیق	۱۰۸
آخری بات	۱۱۵

AsliAhleSunnet.com

عرض ناشر

قیاس کے مسئلہ میں عوام سے صرف نظر علماء و خواص میں ایسا تصور موجود ہے جس کی نہ تو کوئی علمی بنیاد ہے نہ امر واقع سے کوئی تعلق۔ زمانۂ طالب علمی میں ایک مدرسہ کے فارغ التحصیل عالم سے گفتگو کے دوران کسی مسئلہ میں راقم السطور نے حنفی فقہ کی کتاب مختصر القدوری کا نام لے لیا، اس پر عالم موصوف نے جو حنفی مذہب کے مقلد تھے، فرمایا کہ: تم لوگ قدوری کو کہاں مانتے ہو؟

اس جواب سے مجھے حیرت بھی ہوئی اور افسوس بھی، تحصیل علم کے دوران اور بعد میں بھی مسلمانوں کی مسلکی کشیدگی، فرقہ وارانہ مزاج اور گروہی عصبیت کی حقیقت اور اسباب کو سمجھنے کے لئے میں نے متعدد کتابوں کا دقت نظر سے مطالعہ کیا، علماء سے استفسار اور دوستوں سے بحث و مناقشہ کا سلسلہ بھی رہا اور ہند و بیرون ہند کے مخلص و

AsliAhleSunnet.com

بالبصیرت مفکرین و مصلحین کے تجزیے اور تجویزیں بھی سنیں۔

اس سلسلہ میں مجھے شدید احساس یہ ہوا کہ کتاب و سنت پر عمل کی راہ کو چھوڑ کر جب مسلمان فرقہ بندی کی راہ پر چلنے لگے تو ان کے دلوں میں باہمی نفرت و حسد کا ایک مستقل جذبہ پیدا ہو گیا اور اس جذبہ کے دباؤ سے مجبور ہو کر انھوں نے بہت سے شرعی مسائل و معاملات کو صحیح علمی نظر سے دیکھنا گوارہ نہیں کیا اور نہ ان پر بحث و تحقیق کی زحمت گوارا کی، نتیجہ یہ ہوا کہ شریعت کے متعدد مسائل فرقہ بندی کی ذہنیت کا شکار ہو گئے اور ان پر بحث و تحقیق سے جن خوشگوار نتائج کی توقع تھی ان سے امت محروم ہو گئی۔ صحابہ میں فقیہ و غیر فقیہ کی تقسیم اور فقہ و درایت یا قیاس و استنباط کے لئے کسی خاص جماعت کی تخصیص اسی ذہنیت کی پیداوار ہے، حالانکہ ان مصطلحات پر علمی حیثیت سے غور و فکر کی ضرورت تھی اور علماء کا یہ فرض تھا کہ ذہن و فکر کی وسعت سے کام لے کر وقت کے تقاضوں کو سمجھا جائے اور شریعت سے مسائل و احکام کا استنباط کر کے اسلام کی برتری و کمال کو ثابت کیا جائے۔

قیاس کی اصطلاح کے ساتھ بھی اسی طرح کا رویہ اختیار کیا گیا، کچھ لوگوں نے اسے بلا وجہ مکروہ سمجھا، اور کچھ لوگوں نے اس کے بیجا استعمال میں اپنا کمال محسوس کیا، حالانکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ

AsliAhleSunnet.com

منصفانہ نظر سے اس موضوع پر اظہارِ خیال کیا جائے اور شریعت میں اس کی جو حیثیت ہے اسے لوگوں کے سامنے لایا جائے ۔

ہمیں خوشی ہے کہ کویت کے ایک عالم نے زیرِ نظر رسالہ میں قیاس کے موضوع پر موضوعی بحث کر کے مختصر طور پر ہر پہلو کو واضح کر دیا ہے ، اس رسالہ کے مطالعہ سے موضوع کے تمام اہم مباحث نظر کے سامنے آجائیں گے ۔

یہ رسالہ ایک مقدمہ ، دو فصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے ۔ مقدمہ میں قیاس کے لغوی و اصطلاحی مفہوم اور قیاس و اجتہاد و رائے کے باہمی فرق پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔

پہلی فصل میں مولف نے قیاس کی حجیت پر بحث کی ہے اور اس ضمن میں علماء کے مختلف مذاہب اور نقطہائے نظر کا ذکر کیا ہے ۔

دوسری فصل میں قیاس کے ماننے اور نہ ماننے والے دونوں فریق کے دلائل اور ساتھ ہی ان پر اعتراضات و جوابات ذکر کر کے دونوں قسم کی آراء کے مابین تطبیق کی کوشش کی گئی ہے ۔ اس فصل میں قیاس سے متعلق رسول اکرم صلعم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موقف کا بھی ذکر ہے ۔

خاتمہ میں قیاس کی مخالفت کے لئے مشہور اہل ظاہر کے رویے پر محاکمہ ہے ، اور پھر ان شرائط کی توضیح ہے جن کا وجود قیاس کے لئے

AsliAhleSunnet.com

ضروری ہے۔

خاتمہ ہی میں اس سوال کا بھی جواب ہے کہ صریح حکم کی تلاش و جستجو سے پہلے قیاس جائز ہو سکتا ہے یا نہیں!

اس سوال کا جواب مؤلف نے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے حوالہ سے دیتے ہوئے تین صورتیں ذکر کی ہیں: اول یہ کہ معروف نصوص سے حکم کی تلاش سے قبل قیاس جائز نہیں۔ دوم یہ کہ نصوص معروف نہیں لیکن ان کے ملنے کی امید ہے، اس صورت میں حنفیہ نصوص کی طلب سے قبل قیاس کو جائز بتاتے ہیں، اور امام شافعی، احمد بن حنبل اور فقہاء حدیث کا مذہب یہ ہے کہ ایسی صورت میں قیاس جائز نہیں، امام احمد کہتے ہیں کہ جب تک حدیث موجود ہو قیاس کا کیا کام؟ اور اہلحدیث واہل الرائے کے مابین فرق کا یہی بنیادی مسئلہ ہے۔ سوم یہ کہ کسی نص کے ملنے کی قطعی امید نہیں، ایسی صورت میں قیاس بلاشبہ جائز ہے۔

کتاب کا ترجمہ ادارۃ البحوث کے رفیق محترم حجازی صاحب نے کیا ہے۔ انکی یہ کوشش کامیاب رہی ہے کہ عبارت سہل و سلیس ہے تاکہ ہر شخص مدعا کو آسانی سے سمجھ سکے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ کتاب سے قارئین کو نفع پہونچائے اور مؤلف مترجم اور ناشر کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

۲ محرم الحرام ۱۴۰۴ھ

مقتدی حسن ازہری جامعہ سلفیہ بنارس

AsliAhleSunnet.com

کتاب سے پہلے

نَّ الحمدَ للہ نحمدہ و نستعینہ وَ نستغفرہ وَ نستھدیہ
ذ باللہ من شرور انفسنا وَ سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ
مضل لہ و من یضلل فلا ھَادی لہ واشھد ان لا الٰہ الا اللہُ
دہ لا شریک لہ وَاشھد اَنَّ محمدًا عبدہ وَ رسولہ صلی اللہ
ہ و علی الہ وصحبہ وَسلم وَمن اتبع سنتہ و اھتدی
یہ الی یوم الدّین و بعدُ

قیاس اصول اربعہ یعنی کتاب ، سنّت ، اجماع اور قیاس میں سے
صل ہے ، مجھے شریعت کالج کے ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے دوران فقہ و اصول
یں پڑھکر سخت حیرانی ہوئی تھی جن میں لکھا ہوتا کہ قیاس حجت نہیں ہے
حیرانی اس پر کہ ایسا کہنے والے معمولی درجے کے لوگ نہیں بلکہ علماء
پیشوا ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

عجیب بات یہ بھی ہے کہ بطور مثال امام احمد بن حنبلؒ سے متناقض اقوال نقل کیئے جاتے ہیں کسی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ امام موصوف قیاس کے لیئے لوگوں کی ہمت افزائی کرتے تھے اور کسی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ قیاس کا انکار اور اس کی مذمت کرتے تھے۔

مناسب وقت ملنے پر میں نے اس موضوع کے مطالعہ و تحقیق کی کوشش شروع کی اور اس نتیجے پر پہونچا کہ فریقین اپنے اختلاف میں اپنی رائے پر تعصب اور ضد کرتے ہیں الا ماشاء اللہ ہر فریق صحیح دلائل سے استدلال کرتا ہے اور غلط سے بھی ابتدا ر تحقیق میں میں دونوں فریقوں کے درمیان حیران تھا ہر فریق اپنے دلائل و براہین سے مجھے اپنے مذہب کی طرف کھینچتا تھا میرا حال اس وقت ایسا ہی تھا جیسا کہ قاضی سلیم کے بارے میں مذکور ہے موصوف نے جب فریق اول کے دلائل سنے تو کہا تم حق پر ہو اور جب دوسرے فریق نے اپنے دلائل پیش کیئے تو کہا تم حق پر ہو پھر جب ان کی بیوی صاحبہ نے قاضی صاحب کے فتوے کو متناقض بتایا تو ان سے کہا تم حق پر ہو۔

اس بنا پر بغیر کسی تعصب کے فریقین کے دلائل کو دلائل کے معیار پر بغور سمجھنے کا عزم کیا، ضعیف احادیث اور دور از کار دلیلوں سے قطع نظر میں نے صحیح دلائل اکٹھا کرنے شروع کیئے اس کے بعد ان میں غور و فکر اور تقابل کیا اور متقدمین علماء سے رہنمائی حاصل کی خاص طور سے امام شافعیؒ

AsliAhleSunnet.com

ور ان کی ممتاز کتاب الرسالہ سے استفادہ کیا۔ امام موصوف نے اس
قضیہ میں قوت دلیل، پختگی حجت اور وضاحت و عمدگی کے اعتبار سے
یسی گفتگو کی ہے کہ پوری بحث ایک سنہری زنجیر معلوم ہوتی ہے افسوس
متاخرین اس کی عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے اس قضیے میں ان کے مذہب
تقریباً ترک کئے ہوئے ہیں۔

شاید کہ مجھے حق تک پہونچنے کی توفیق نصیب ہو جائے انشاء اللہ

میں نے یہ بحث مقدمہ، دو باب اور خاتمہ پر ترتیب دی ہے۔ مقدمہ
ں قیاس کی لغوی اور اصطلاحی تعریف بیان کی گئی ہے یہ بھی ذکر کیا گیا
ہے کہ اصولیوں کے نزدیک اس کی تعریفات میں تناقض کے کیا اسباب
ں چونکہ امام شافعیؒ کو اس بحث میں اولیت حاصل ہے اس لئے ان کی
ریف کا ذکر میں نے الگ سے کیا ہے اور اسی پر توجہ دی ہے مقدمہ میں
ں کے علاوہ اور دیگر مباحث ہیں جیسے قیاس و اجتہاد اور رائے و قیاس
رق۔

پہلے باب میں قیاس کے حجت ہونے کے متعلق علماء کے مذاہب
یان ہے اس ضمن میں حجت نہ ہونے کے متعلق اقوال کی تاریخ بھی آگئی ہے
ینوں مذاہب کا یعنی عقلی وجوب کے قائلین اور عقلاً عدم جواز کے قائلین اور
یں عقلاً جواز کے قائلین کا ذکر ہوا ہے۔ قیاس کے متعلق اختلاف کی

AsliAhleSunnet.com

بنیاد اور ان لوگوں کے طریقے پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جنھوں نے قیاس کے استعمال میں اسراف کیا ہے اور نصوص کو نظر انداز کر کے قیاس کو ان پر مقدم کیا ہے

دوسرے باب میں باہم مختلف فرقوں کے دلائل، قیاس واقع ہونے کے قائلین اور عدم وقوع کے قائلین کے دلائل کا جائزہ لیا گیا ہے پھر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ بوقت ضرورت قیاس کو اختیار کرنا چاہیئے یعنی جب نص موجود نہ ہو۔ میں نے یہ کوئی نئی بات نہیں کہی ہے ابن عبدالؒ نے امام شافعیؒ کی اقتدا میں یہی بات کہی ہے ان کے نزدیک قیاس تیمم کی طرح ہے اس کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے جب پانی نہ ہو یہی جمہور کا قول ہے کہ نص کے ہوتے ہوئے قیاس نہیں ہے کسی شاعر نے کیا ہی اچھا لکھا ہے۔

اذا اعیا الفقیہ وجود نص

تمسک لا محالۃ بالقیاس

جب فقیہ کو کوئی نص نہ مل سکے تو چار و ناچار قیاس کریگا

اس لئے قیاس کا مطلق انکار کرنے والے حق پر نہیں ہیں نیز قیاس کے استعمال میں اسراف کرنے والے بھی حق پر نہیں ہیں حق فی الواقع دونوں کے درمیان ہے اس لئے ضروری تھا کہ خاتمہ بحث میں ان شرائط کا بیان کر دیا جن کا قیاس کرنے والوں میں ہونا ضروری ہے اور یہ کہ نصوص کی مکمل جستجو سے پہلے قیاس کرنا چاہیئے یا نہیں؟ نیز یہ کہ اختلاف کے وقت تمام نما

AsliAhleSunnet.com

کرنے والے برحق تسلیم کیے جائیں گے یا نہیں؟

میں یہ بتانا چاہوں گا کہ اس مسئلے کو پوری وضاحت سے سمجھنے کے لیے میں نے بڑا وقت صرف کیا ہے اگر میں حاصل کردہ نتیجے میں حق پر ہوں تو یہ اللہ کی طرف سے ہے اور ساری تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور اگر اس کے ماسوا ہے تو اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہوئے اسی سے رجوع کرتا ہوں میرے لیے یہ سعادت کافی ہے کہ میں اس سلسلے میں کوشش کرسکا اللہ ہی سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔

عمر سلیمان الاشقر

AsliAhleSunnet.com

مقدمہ

قیاس کی تعریف

قیاس لغوی :۔ لغت میں قیاس کسی چیز کے کسی مثل اور نمونے سے اندازہ کرنے کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے قاس الشئ یقیسہ قیسا، وقیاساً۔ وَاقتاسہ وقیسہ جب شئ کے مثل کی چیز سے اس کا اندازہ کیا جائے شاعر کہتا ہے۔

فھن بالایدی مقیساتہ

مقدراتہ وَ مخیطاتہ

وہ ہاتھوں سے ناپنے پھر برابر کرنے پھر سلنے والی ہیں

المقیاس کا معنی ہے جس سے اندازہ کیا جائے۔ القیس وَالقاس کے معنی مثل اور مقدار کے ہیں کہا جاتا ہے قیس رمح و قاسہ نیزے کے بمقدار (لسان العرب لابن منظور ۱۸۷/۶۔)

قیاس میں دو چیزوں کا ہونا لازم ہے کہ ایک کا دوسرے سے اندازہ

AsliAhleSunnet.com

کیا جائے۔ ابن منظور لیث سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں المقایستہ قیاس کا باب مفاعلت ہے پھر کہتے ہیں ویقال ھذہ خشبۃ قیس اصبع یعنی یہ لکڑی انگلی کے مثل ہے کہا جاتا ہے قایست بین شیئین جب دو چیزوں میں اندازہ کیا جائے اور قاس الطبیب قعر الجراحۃ قیسا طبیب نے زخم کی گہرائی کا اندازہ کیا۔ شاعر نے کہا ہے۔

اذا قاسھا الآسی النطاسی

عثیثتھا وازدادوھیا ھزومھا (لسان العرب)

جب ماہر معالج نے اس کے زخم کا اندازہ کیا اور اس کا گڑھا اور کشادہ ہو گیا۔

القائس ھو الذی یقوم بالمقایسۃ قیاس کرنے والا وہ ہے جو اندازہ لگانے کا کام کرے وفی حدیث الشعبی: انہ قضی بشھادۃ القائس مع یمین المشجوج،، ای الذی یقیس الشجۃ ویتعرف غورھا بالمیل الذی یدخلہ فیھا لیعتبرھا (لسان العرب)

شعبی کی روایت میں ہے کہ آپ نے قائس کی شہادت پر مجروح کی قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا: یعنی جو زخم کا اندازہ لگائے، اس کی گہرائی کو سلائی سے معلوم کرے جسے زخم میں اس غرض سے داخل کیا جاتا ہے۔

المقیاس وہ آلہ ہے جس سے اندازہ کیا جاتا ہے جیسے بالشت، گز

AsliAhleSunnet.com

اور میل وغیرہ۔ ابن منظور کہتے ہیں المقیاس ما قیس بہ (لسان العرب)
مقیاس وہ آلہ ہے جس سے اندازہ کیا جاتا ہے۔

جس طرح قیاس اندازہ پر بولا جاتا ہے اسی طرح برابری پر بھی بولا جاتا ہے۔

اس لئے کہ کسی چیز کا اس کے مثل سے اندازہ کرنا اصل میں ان کے درمیان برابری کا نام ہے آمدی کہتے ہیں القیاس فی اللغۃ التقدیر قیاس لغت میں اندازہ کرنے کو کہتے ہیں آگے کہتے ہیں قست الارض بالقصبۃ زمین کو میں نے بانس سے ناپا و قست الثوب بالذراع ای قدرتہ کپڑے کو گز سے ناپا۔ اس کے لئے دو ایسی چیزوں کی لازمی ضرورت ہے جن کی نسبت ایک دوسرے کی طرف برابری کی ہو لہذا یہ دو چیزوں میں نسبت اور اضافت کا نام ہے اسی لئے کہا جاتا ہے فلان یقاس بفلان او لا یقاس بہ فلاں کا قیاس فلاں سے کیا جاتا ہے یا نہیں کیا جاتا یعنی اس کے برابر ہے یا نہیں ہے (۲/۳ الاحکام للآمدی)

اسی وجہ سے لفظ قیاس کے ایک ساتھ دو حقیقی معنی میں ہونے یا ایک حقیقی اور دوسرے مجازی معنی میں ہونے کے متعلق اختلاف رونما ہوا

(۱) کچھ لوگوں کا مسلک ہے کہ یہ اندازہ اور برابری کے معنی میں لفظاً مشترک ہے ان کا استدلال یہ ہے کہ یہ لفظ دونوں معنی میں ایک ساتھ استعمال

AsliAhleSunnet.com

کیا گیا ہے اور استعمال میں اصل حقیقت ہے

(۲) دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ لفظ اندازہ کے معنی میں حقیقت ہے اور برابری کے معنی میں مجاز ہے ان کا خیال ہے کہ برابری اندازے کو لازم ہے اندازہ ملزوم ہے اور لفظ کا لازمی معنی میں استعمال کرنا مجاز ہے نہ کہ حقیقت۔

(۳) تیسرا فریق کہتا ہے کہ یہ لفظ دونوں باتوں میں مشترک معنوی ہے ان کا نظریہ یہ ہے کہ لفظی اشتراک اور مجاز اصل کے خلاف ہیں اس لئے کہ اشتراک لفظی وضع اور قرینہ دونوں میں تعدد کا محتاج ہے کیونکہ تمام معانی مراد کے وقت قرینے کے محتاج ہوتے ہیں ان میں اصلا تعدد نہیں پایا جاتا۔

اور مجاز لفظ کے مجازی معنی میں استعمال کے وقت قرینے کا محتاج ہوتا ہے اور کلام میں اصل حقیقت ہے اور قرائن کا عدم احتیاج بھی۔

اور جب لفظی اشتراک اور مجاز نہ رہا تو اشتراک معنوی ثابت ہوگیا جو دونوں سے بہتر ہے کیونکہ یہ وضع اور قرینے میں تعدد کا محتاج نہیں ہے

کمال ابن ہمام نے اسی کو ترجیح دی ہے ۲/۲۶۳ تیسیر التحریر

۲/۲۴۶ مسلم الثبوت ۔ حاشیہ المستصفی بشرح المسلم

لیکن میرا رجحان اس کے مشترک لفظی ہونے کی طرف ہے کیونکہ مشترک

AsliAhleSunnet.com

معنوی کے لئے اندازہ اور برابری کے معنی کے بیچ میں ایک قدر مشترک کی ضرورت ہے اور برابری لازم ہے اس لیے اشتراک لفظی کی بات زیادہ صحیح ہے کیونکہ اس میں نقل کی ایک قسم ہے کہ لفظ منقول الیہ کے لئے مشہور ہو گیا اور ایک عرفی حقیقت بن گیا اس طور پر اشتراک لفظی حاصل ہو گیا۔

ظاہری اور معنوی برابری

قیاس میں مساوات کبھی ظاہری ہوتی ہے اور کبھی معنوی تیسیر التحریر میں لکھا ہے: او التسویۃ فی مقدار نحو قست النعل بالنعل یا تو برابری دو امور میں مقدار کے اندر ظاہری ہوگی جیسے جوتے کو جوتے کے برابر کیا یا معنوی ہوگی جس کے متعلق آگے ولو معنویاً لکھ کر اشارہ کیا ہے پھر مثال سے اس کی تعریف کی ہے ای فلان لا یقاس بفلان ،، بمعنی (لا یقدر ای: یساوی) یعنی فلاں فلاں کے برابر نہیں قرار دیا جا سکتا۔

لغت میں قیاس کا لفظ با اور علیٰ کے ذریعہ متعدی ہوتا ہے تفتازانی نے تلویح میں لکھا ہے وقد تعدی بعلی بتضمین معنی الابتناء کقولہم قاس الشیء علی الشیء کبھی علی سے متعدی ہو کر

AsliAhleSunnet.com

ابتناء کے معنی کو شامل ہوتا ہے جیسے ایک چیز کو دوسری پر بنا کیا۔

اسنوی نے اسے یوں بیان کیا ہے وھو یتعدی بالباء کما مثلناہ بخلاف المستعمل فی الشرع فانہ یتعدی بعلی لتضمنہ معنی البناء والحمل (۲/۲۰۸ الاسنوی علی البیضاوی حاشیۃ التقریر والتحبیر) جیسا کہ ہم نے بتایا یہ لفظ باء سے متعدی ہوتا ہے بخلاف شرعی استعمال کے کہ اس میں علی سے متعدی ہوا ہے کیونکہ وہ بنا اور حمل کے معنی کو شامل ہے۔

احادیث میں لفظ قیاس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنے کلام میں قیاس کو لغوی معنی میں استعمال کیا ہے۔

(۱) عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قال توفی رجل ممن ولد بالمدینۃ فصلی علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: یالیتہ مات فی غیر مولدہ فقال رجل من الناس: ولم یا رسول اللہ؟ قال ان الرجل اذا مات فی غیر مولدہ قیس لہ من مولدہ الی منقطع اثرہ فی الجنۃ (۴/۲۰۸ نسائی – ۲/۱۷۷ مسند احمد – ۱/۵۱۵ ابن ماجہ)

AsliAhleSunnet.com

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی کی جس کی ولادت مدینہ میں ہوئی تھی وفات ہو گئی آپ نے جنازے کی نماز پڑھائی پھر فرمایا کاش یہ اپنی جائے پیدائش کے سوا کہیں اور مرتا ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ایسا کیوں؟ آپ نے فرمایا جب آدمی اپنی جائے پیدائش کے سوا کہیں اور مرتا ہے تو جائے پیدائش سے جائے وفات تک کی مسافت کا اندازہ کر کے جنت میں اسے اتنی ہی جگہ دی جاتی ہے۔

(۲) وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رجلا سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من این یحرم؟ قال: مہل اھل المدینۃ من ذی الحلیفۃ ومہل اھل الشام الجحفۃ ومہل اھل الیمن یلملم ومہل اھل نجد من قرن۔ قال ابن عمر رضی اللہ عنہما وقاس الناس ذات عرق بقرن (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہاں سے احرام باندھا جائے؟ فرمایا اہل مدینہ کا مقام احرام ذوالحلیفہ ہے اور اہل شام کا جحفہ اور اہل یمن کا یلملم اور اہل نجد کا قرن۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں لوگوں نے ذات عرق کا اندازہ قرن سے کیا۔

(۳) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: اجتمع ثلاثون بدریا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا:

AsliAhleSunnet.com

تعالوا حتی نقیس صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما لم یجہر فیہ من الصلاۃ فما اختلف منہم رجلان فقاسوا قرائتہ فی الرکعۃ الاولیٰ من الظہر بقدر ثلاثین ایۃ و فی الرکعۃ الاخریٰ قدر النصف من ذالک وقاسوا ذالک فی العصر علی قدر النصف من الرکعتین الاخریین من الظہر

(۱/ ۲۷۱ ابن ماجہ)

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس بدری صحابہ اکٹھا ہوئے اور کہا آئیے ہم سری نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی مقدار کا اندازہ کریں اس امر میں کسی نے اختلاف نہیں کیا انھوں نے ظہر کی پہلی رکعت میں تیس آیتوں کی تلاوت کا اندازہ کیا اور دوسری رکعت میں پندرہ کا اور عصر میں ظہر کی آخری دو رکعتوں کا۔

قیاس اصطلاحی

قیاس کی تعریف میں علماء اصول کی تعبیرات قیاس کے وضعی معنی میں اختلاف کے سبب سے مختلف ہیں

(۱) ایک گروہ کہتا ہے استدلال المجتہد وفکرۃ المستنبط قیاس مجتہد کے استدلال اور استنباط کرنے والے کے فکر کا نام ہے سعد نے

حاشیہ ابن رجب میں کہا ہے (اعلم ان القیاس وان کان من ادلۃ الاحکام مثل الکتاب والسنۃ الا ان جمیع تعریفاتہ واستعمالاتہ منبئ عن کونہ فعل المجتہد یہ بات جان لینی چاہیے کہ قیاس اگرچہ کتاب وسنت کی طرح احکام کے دلائل میں سے ہے مگر اس کی تمام تعریفات اور استعمالات اس کے فعل مجتہد ہونے کی خبر دیتے ہیں (۲/۲۰۵ حاشیہ سعد علی ابن رجب)

(۲) دوسرا گروہ کہتا ہے کہ قیاس مجتہد کا فعل نہیں ہے بلکہ وہ معنی ہے جو کسی چیز کی اصل یا فرع کے حکم پر دلالت کرتا ہے ایسا کہنے والوں میں صاحب مسلم الثبوت بھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ قیاس کو فعل مجتہد کہنا مجازاً رخصت کی شکل ہے شارح نے اس کی علت بیان کی ہے انہ حجۃ الٰہیۃ موضوعۃ من قبل الشارع لمعرفۃ احکامہ (۲/۲۴۷ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت) یعنی قیاس خدائی حجت ہے جو احکامات معلوم کرنے کے لئے شارع نے وضع کیا ہے۔

پہلے گروہ کی تعریفیں

(۱) اثبات مثل حکم معلوم فی معلوم آخر لاشتراکہما فی علۃ الحکم عند المثبت (الاسنوی علی البیضاوی) ثابت کرنے

AsliAhleSunnet.com

والے کے نزدیک حکم کی علت میں اشتراک کی بنیاد پر ایک معلوم چیز کے حکم کا مثل دوسری معلوم چیز میں ثابت کرنا۔

(۲) تعدیة الحکم من الاصل الی الفرع بعلة متحدة لا تدرک بمجرد اللغة، ای اثبات مثل حکم الاصل فی الفرع (التوضیح علی التنقیح) اصل سے فرع کی طرف حکم کا پہونچانا مشترک علت کی بنا پر جسے صرف لغت سے نہ معلوم کیا جا سکے یعنی فرع میں اصل کے حکم کا مثل ثابت کرنا

(۳) القیاس حمل معلوم علی معلوم فی اثبات حکم لہما او نفیہ عنہما بامر جامع بینہما (۲/۴ کتاب الاحکام للآمدی) کسی مشترک علت کی بنیاد پر کسی حکم کے ثابت کرنے یا نفی کرنے میں ایک معلوم چیز کو دوسری معلوم چیز پر محمول کرنا قیاس ہے۔

امام غزالی نے اپنی کتاب المنخول ص ۳۲۴ میں اسی تعریف کو اختیار کیا ہے اور مستصفیٰ میں اس قول کا اضافہ کیا ہے من اثبات حکم او صفة او نفیہما عنہما (۲/۵۴ المستصفی) کسی حکم یا صفت کے ثابت کرنے یا دونوں کی نفی کرنے کے لئے۔

(۴) اثبات مثل حکم معلوم فی آخر لاشتراکہما فی علة الحکم (۱۳/۲۹۳ فتح الباری) حکم کی علت میں اشتراک کی بنا پر کسی

AsliAhleSunnet.com

معلوم حکم کا مثل دوسرے معلوم میں ثابت کرنا۔

(۵) ابن رشد لکھتے ہیں: اما القیاس الشرعی فہو: الحاق الحکم الواجب لشیٔ ما بالشرع بالشیٔ المسکوت عنہ لشبھہ بالشیٔ الذی اوجب الشرع لہ ذلک الحکم او لعلۃ جامعۃ بینھما (۱/۵، بدایۃ المجتہد) قیاس شرعی یہ ہے کہ شریعت کے مطابق کسی چیز کے واجب حکم کو کسی دوسری ایسی چیز سے ملانا کہ شریعت جس کے بارے میں خاموش ہے یا تو واجب الحکم چیز سے مشابہت یا دونوں میں کسی مشترک علت کی بنیاد پر۔

جن حضرات نے یہ یا ان کے مثل تعریفات کی ہیں ان کا خیال ہے کہ قیاس مجتہد کا فعل ہے لیکن جو حضرات کہتے ہیں کہ وہ خدائی حجت ہے جسے شارع نے اپنے احکام کی معرفت کے لئے وضع کیا ہے انھوں نے اس کی تعریف مندرجہ ذیل طریق پر کی ہے۔

(۱) الاستواء بین الفرع والاصل فی العلۃ المستنبطۃ من حکم الاصل (۲/۶، الاحکام للآمدی) اصل کے حکم سے استنباط کردہ علت میں اصل اور فرع دونوں کا برابر ہونا

(۲) مساواۃ فرع الاصل فی علۃ حکمہ (۲/۴، مختصر ابن حاجب بحاشیۃ السعد) اصل کی فرع کا اس کے حکم کی علت میں برابر ہونا

AsliAhleSunnet.com

(٣) مساواۃ محل لآخر فی علۃ حکم لہ شرعی لا تدرک من نصہ بمجرد فہم اللغۃ (١/٢٦٧ تیسیر التحریر) ایک مقام کا دوسرے مقام کے برابر ہونا کسی شرعی حکم کی علت میں جسے محض لغت کے ذریعہ حکم کی نص سے نہ سمجھا جا سکے۔

تعریفات کے الفاظ میں اختلاف کے دوسرے اسباب

کبھی تو تعبیر میں باریک بینی اختیار نہ کرنے کی وجہ سے یہ اختلاف ہوتا ہے جس کی بنا پر تعریف قیاس سے عام ہو جاتی ہے اور یہ غیر متعلق اجزاء کے داخل ہونے سے مانع نہیں ہوتی اور کبھی تعریف قیاس سے خاص ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے تعریف تمام اجزاء کی جامع نہیں ہو جاتی جیسے کچھ حضرات نے یوں تعریف کی ہے

(ا) الدلیل الموصل الی الحق او العلم الواقع بالعلوم عن نظر او رد غائب الی شاہد (٢/٥٤ المستصفیٰ) ایسی دلیل جو حق تک پہونچانے والی ہو یا غور و فکر سے کسی معلوم چیز سے علم حاصل کرنا یا غائب کو شاہد کی طرف لوٹا کر علم حاصل کرنا۔

کچھ حضرات نے اس طرح تعریف کی ہے۔

(ب) اصابۃ الحق او بذل الجھد فی استخراج الحق حق تک پہونچنا یا حق کے استخراج کے لئے کوشش کرنا (٢/٣ الاحکام للآمدی)

AsliAhleSunnet.com

چونکہ یہ تعریفیں غیر متعلق اجزار کے داخل ہونے سے مانع نہیں ہیں اس لئے کتاب وسنت کے دلائل سے ٹوٹ جاتی ہیں۔

(ج) القیاس ھوالتشبیہ (۱، ۲ر الاحکام للآمدی) قیاس ایک چیز کو دوسرے کے مشابہ کرنے کا نام ہے

(د) حمل الشئ علی غیرہ باجراء حکمہ علیہ (۷۷ھ، ۵۱۲ الرسالہ)۔ قیاس ایک چیز کو دوسری چیز پر اس طرح محمول کرنا کہ اس کا حکم بھی اس پر جاری کیا جائے۔

امام شافعیؒ کے یہاں قیاس کی تعریف

امام شافعی کی کتاب الرسالہ علم اصول میں ہم تک پہونچنے والی سب سے پہلی کتاب ہے اس میں قیاس اور اس کے حجت ہونے کے متعلق تفصیل سے گفتگو کی ہے موصوف نے قیاس کی تعریف اس طرح کی ہے: کل ما نزل بمسلم ففیہ حکم لازم او علی سبیل الحق فیہ دلالۃ موجودۃ وعلیہ اذا کان فیہ بعینہ حکم اتباعہ واذا لم یکن فیہ بعینہ طلب الدلالۃ علی سبیل الحق فیہ بالاجتہاد والاجتہاد القیاس (۷۷ھ ۵۱۲ر الرسالہ للشافعی) کسی مسلم کو جو حالات بھی پیش آئیں اس کے متعلق کوئی لازم حکم ہوگا یا بطور حق اس میں حکم کی کوئی دلالت موجود ہوگی جب بعینہ حکم موجود ہو تو مسلم

AsliAhleSunnet.com

پر اس کی اتباع واجب ہے اور جب بعینہ حکم موجود نہ ہو تو اجتہاد کے ذریعہ راہ حق پر دلالت طلب کی جائے گی اور اجتہاد قیاس ہے

امام شافعیؒ کہتے ہیں حکم شرعی یا تو نص سے معلوم ہوگا یعنی نص میں بعینہ موجود ہوگا یا نص کے معانی اور مقاصد کو معلوم کر کے اور تطبیق کر کے حاصل کیا جائے گا اور یہی قیاس ہے۔

امام موصوف نے دوسرے مقام پر فرمایا ہے کل حکم لہ و لرسولہ وجدت علیہ دلالۃ فیہ او فی غیرہ من احکام اللہ ورسولہ بانہ حکم بہ لمعنی من المعانی فنزلت نازلۃ لیس فیھا نص حکم فیھا حکم النازلۃ المحکوم فیھا اذا کانت فی معناھا اللہ اور رسول کے کسی حکم یا اللہ و رسول کے دیگر احکام میں کسی معنی کے لئے دلالت پائی جاتی ہو پھر کوئی واقعہ پیش آیا جس کے متعلق کوئی نص موجود نہیں ہے تو اس پر ایسے واقعے کا حکم لگایا جائے گا جس کے متعلق حکم لگایا گیا ہے یہ اس وقت ہوگا جب معنی میں یکسانیت ہو۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

القیاس ما طلب بالدلائل علی موافقۃ الخبر المتقدم من الکتاب والسنۃ لانھما علم الحق المفترض طلبہ، کطلب ما وصفت قبلہ من القبلۃ والعدل والمثل، وموافقتہ تکون

AsliAhleSunnet.com

من وجہین: احدہما ان یکون اللہ او رسولہ حرم الشئ منصوصا او احلہ لمعنی فاذا وجدنا ما فی ذالک المعنی فیما لم ینص فیہ بعینہ کتاب ولا سنۃ: احللناہ او حرمناہ، لانہ فی معنی الحلال او الحرام، او نجد الشئ یشبہ الشئ منہ والشئ من غیرہ ولا نجد شیئاً اقرب بہ شبہا من احدہما فنلحقہ باولی الاشیاء شبہا بہ، کما قلنا فی الصید (الرسالہ ۴)

کتاب یا سنت کی متقدم خبر سے موافقت کی بنیاد پر دلائل سے کسی بات کو حاصل کرنے کا نام قیاس ہے اس لئے کہ یہ دونوں علم حق ہیں جن کا حاصل کرنا فرض ہے جیسے قبلہ، برابری اور مثل کا طلب کرنا اس کی موافقت دو طریقوں سے ہوگی ایک یہ کہ اللہ اور اس کے رسول نے کسی چیز کو نص کیساتھ حرام کیا ہو یا اسے کسی معنی میں حلال کیا ہو تو جب ہم اس معنی کی چیز کسی ایسی چیز میں پائیں گے جس میں کتاب و سنت کی نص نہیں ہے تو اسے حلال یا حرام ٹھہرائیں گے اس لئے کہ وہ حلال یا حرام کے معنی میں ہے یا ہم کوئی ایسی چیز دیکھیں کہ خود اسی میں سے اور اس کے غیر میں سے دو چیزیں اس کے مشابہ ہیں اور ہم کوئی ایسی چیز نہ پائیں جو ان دونوں میں سے کسی سے بھی اس چیز سے زیادہ قریب ہو تو ایسی صورت میں اس کو مشابہت میں زیادہ اولیٰ چیز سے ملایا جائے گا۔

AsliAhleSunnet.com

اصولی اور منطقی قیاس

قیاس اصولی یہ ہے کہ کسی چیز کے حکم سے کسی دوسری چیز کے حکم کے لئے دلیل معلوم کرنا بغیر اس کے کہ ان میں سے کوئی دوسرے سے عام ہو علماء منطق اسے تمثیل کہتے ہیں۔

علماء منطق کے یہاں قیاس نام ہے عام کے حکم سے خاص کے حکم پر استدلال کا جیسا کہ ان کے یہاں استقراء نام ہے جزئی کا کلی پر حکم لگانے کا

امام غزالیؒ نے فرمایا

ان تسمیۃ المنطقیین الاستدلال بالقیاس ظلم علی الاسم وخطاء علی الوضع لان القیاس یستدعی مقاسا ومقاسا علیہ (النبراس ۴۵)

منطقیوں کا استدلال کو قیاس کا نام دینا قیاس کے نام پر ظلم ہے اور وضع کی غلطی ہے کیونکہ قیاس میں مقاس (جس کو قیاس کیا جائے) اور مقاس علیہ (جس پر قیاس کیا جائے) دونوں ضروری ہیں

قیاس اور اجتہاد

امام شافعیؒ کا نظریہ ہے کہ دونوں ایک معنی کے دو نام ہیں جو قیاس کی تعریف میں پہلے گذر چکا ہے اور ان دونوں میں قدر مشترک ظاہر کرنے کے

AsliAhleSunnet.com

لئے امام موصوف کا وہ قول پیش کیا جاتا ہے

"صحیح بات یہ ہے کہ اجتہاد قیاس سے اعم ہے اجتہاد کبھی قیاس ہوتا ہے اور کبھی عام احکامات اور دقیق الفاظ اور قیاس کے علاوہ تمام ادلہ کے طریقوں پر غور و فکر کے ذریعہ"

پھر اجتہاد علماء کے عرف میں حصول حکم کے لئے مجتہد کی جد و جہد کو کہتے ہیں جو شخص اپنی پوری وسعت و طاقت اس امر میں لگادے اس کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ معمولی کوشش کو اجتہاد نہیں کہتے اس سے قیاس کے معنی کی خصوصیت کے اظہار کے بجائے صرف قیاس کرنے والے کی کوشش کا اظہار ہوتا ہے۔ اور قیاس کبھی اتنا واضح ہوتا ہے کہ اس میں زیادہ محنت و مشقت کی ضرورت نہیں پڑتی ہے[1] امام شافعیؒ کے قول کو اس ناحیے سے پیش کیا جاسکتا ہے کہ انھوں نے اس سے مبالغہ مراد لیا ہے اس لئے کہ قیاس اجتہاد کے اہم مباحث میں سے ہے اس لئے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان الحج عرفۃ (احمد سنن) حج عرفہ ہے کی طرح ہے۔

امام ابن حزم کا قول ہے کہ تمام وسعت و طاقت کو قرآن و سنت میں نازل شدہ حکم کے طلب میں لگانا اجتہاد ہے جس شخص نے قرآن حاصل کیا اسکی

---

[1] المستصفیٰ ۲/۵۴ روضۃ الناظر ۱۴۵

AsliAhleSunnet.com

آیتوں کو پڑھا، سنن واحادیث کو حاصل کیا اور احادیث کو پڑھا تاکہ اسے پیش آنے والے واقعہ کا حکم معلوم ہو سکے ایسے شخص نے اجتہاد کیا۔ امام ابن حزم کا اجتہاد کے مفہوم کو اس طرح محدود کر دینا ایک طرح کا تکلف ہے (۲/۷۰۹ الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم)

وہ اجتہاد جو قیاس ہے

ہم نے بیان کیا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ اجتہاد قیاس سے اعم ہے اجتہاد کب قیاس ہوتا ہے اور کب نہیں ہوتا اس کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ اجتہاد کی تین قسمیں ہیں

(۱) تحقیق مناط :۔ یعنی شارع نص بیان کرے یا امت حکم کو کلی معنی پر محمول کرنے پر اجماع کرے پھر بعض انواع میں اس کے ثبوت پر غور کیا جائے جیسے شراب یا جوئے کی حرمت یا قبلہ کے استقبال کا حکم کہ اس کے بعد بعض دیگر انواع میں غور کرنا باقی ہے کہ وہ انواع شراب ہیں یا جوا یا جہت قبلہ بھی ہے وغیرہ

اجتہاد کی اس قسم کے واقع ہونے پر اتفاق ہے اور یہ ہر شریعت کی ضرورت بھی ہے اس کی حقیقت کسی چیز کو اس کی نظیر کے مثل کرنا یا جزئی کو کلی کے تحت لانا ہے ان دونوں کا نام قیاس تمثیل اور قیاس شمول ہے

AsliAhleSunnet.com

یہ دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں۔

(۲) تنقیح مناط :- کچھ منفرد اشخاص کے بارے میں حکم کی نص بیان کی جائے پھر ہم معلوم کریں کہ حکم ان کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ غیر میں بھی ثابت ہے تو ہمیں ضرورت لاحق ہو کہ حکم کے دار و مدار کو اس کی تنقیح کے ذریعہ جانیں مثلاً اعرابی رمضان شریف کے دن میں اپنی بیوی سے مباشرت کر بیٹھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کفارہ کا حکم دیا ہم قطعی طور پر جانتے ہیں کہ ایسا کرنے والا اعرابی تھا اور مباشرت اسی نے اپنی بیوی سے کی تھی لیکن حکم میں اس کا کوئی اثر نہیں ہے نیز حکم اس کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ ایک شخص نے عمرہ کا احرام باندھا اور کپڑے پر زعفران مل لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ اپنا جبہ اتار دے اور زعفران اس سے دھو دے اس کا نشان اسے کوئی نقصان نہیں پہونچائے گا گیا آپ نے اسے اس لئے منع کیا کہ محرم خوشبو استعمال نہیں کر سکتا یا اس بنا پر کہ مرد زعفران آلود کپڑا استعمال نہیں کر سکتا۔

گھی میں گرے ہوئے چوہے کے متعلق جب سوال کیا گیا تو فرمایا چوہا اور اس کے آس پاس کا گھی پھینک دو اس میں موثر نجاست سے غذا تغیر یا اس کا جامد ہونا یا گھی میں چوہے کا گرنا ہے کہ اسے دوسری سیال چیزوں تک متعدی نہ کیا جا سکے۔

AsliAhleSunnet.com

اس کے متعلق صحیح بات وہی ہے جو مشہور ائمہ کا مسلک ہے کہ اس میں حکم ناپاک شئی سے متعلق ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے جبکہ وہ گھی یا اس جیسی دوسری سیال اشیاء میں گر جائے۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے پاک چیزوں کو حلال کیا ہے اور ناپاک چیزوں کو حرام ٹھہرایا ہے جب ہم حکم کو اس معنی سے متعلق کریں گے تو ہمارا عمل کتاب اللہ پر ہوگا لہذا جب ناپاک چیز پاک چیز میں گر پڑے تو ناپاک اور اس کے پاس کی چیز کو پھینک کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بموجب پاک چیز کو کھایا جائے گا۔

یہ قیاس کے حجت ہونے پر مبنی نہیں ہے کیونکہ اس پر عمل کرنے میں لوگوں کا اتفاق ہے اور شریعتوں میں اس کی اشد ضرورت ہے اور بہت سے قیاس کا انکار کرنے والے اس کا اقرار کرتے ہیں اگرچہ اسے قیاس کا نام نہیں دیتے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ بھی انھیں لوگوں میں سے ہیں جو اسے قیاس نہیں کہتے۔

(۳) تخریج مناط:۔ یہی قیاس محض ہے کچھ معاملات میں حکم کی نص بیان کی جائے جن کے بارے میں کبھی خیال ہوتا ہو کہ حکم ان کے ساتھ خاص ہے تو ان امور سے استدلال کر کے یہ ثابت کیا جائے کہ انھیں کی طرح دوسرے امور بھی ہیں یا تو دونوں میں فرق کرنے والی چیز نہ ہونے کی وجہ سے یا اس وصف میں مشترک ہونے کی بنا پر جس کے لئے یہ دلیل موجود ہو کہ شارع نے اصل میں حکم اسی وصف سے متعلق کیا ہے اسی قیاس کے قائل جمہور ہیں اور منکرین اس کا انکار

AsliAhleSunnet.com

کرتے ہیں (مجموع الفتاوی ۱۹ / ۱۵ / ۱۸)

قیاس اور رائے

بعض علماء اصول کا نظریہ ہے کہ قیاس اور رائے ایک چیز ہیں دوسرے حضرات نے کہا کہ رائے غور و فکر کو کہتے ہیں اور قیاس ایک چیز کو دوسرے ملا کو کہتے ہیں اور شاید جن حضرات کا نظریہ یہ ہے کہ رائے قیاس سے عام ہے وہ زیادہ صحیح ہے امام شافعیؒ کے کلام سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ رائے قیاس کے سوا دوسری چیز ہے چنانچہ لکھتے ہیں وقالوا بالرائے دون القیاس او لوگ رائے کے قائل ہیں قیاس کے نہیں

(اس مسئلے کو وضاحت سے معلوم کرنے کے لئے کرمانی علی البخاری، فتح الباری ۱۳ / ۲۹۱ / الام للشافعی ۷ / ۲۹۱ کی طرف رجوع کیجیے)

فصل اول

(قیاس کے حجت ہونے میں علماء کے مذاہب)

دنیاوی امور میں قیاس کے حجت ہونے میں کسی عالم کا اختلاف نہیں ہے اسی لئے امام رازی نے مطلقاً لکھا ہے کہ بان العلماء اتفقوا علی ذالک علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے (۲ / ۲۰۳ / ۲۰۴ شرح الجلال علی جمع الجوامع)

AsliAhleSunnet.com

عقلی مسائل میں قیاس کے حجت ہونے کے اکثر فقہاء شافعیہ، معتزلہ اور ظاہری قائل ہیں لیکن ایک گروہ نے عقلی مسائل میں اس کے حجت ہونے کا انکار کیا ہے جن میں سے ابوبکر بن داؤد اصفہانی بھی ہیں (۱۹۹ ارشاد الفحول الشوکانی)

شرعی مسائل میں قیاس

تاریخی جائزہ

دور صحابہ ہی سے علماء نے قیاس کی اور اس پر عمل کی اجازت دی ہے ابراہیم بن سیار النظام نے سلف کے راستے کی مخالفت کرتے ہوئے قیاس کی نفی کی ہے اور احکام میں اجتہاد کو ناجائز بتلایا ہے جس پر معتزلہ کا ایک گروہ بھی عمل پیرا ہوا اس سلسلے میں نظام کی متابعت کرنے والے جعفر بن حرب، جعفر بن مبشر اور محمد بن عبداللہ الاسکافی ہیں یہ معتزلی ہیں اور اعتزال میں اپنے پیروؤں کے امام ہیں اہل سنت میں سے داؤد بن علی بن خلف اصفہانی نے قیاس کی نفی کے سلسلے میں معتزلہ کی پیروی کی ہے لیکن انھوں نے دلیل کو ثابت کیا ہے جو قیاس کی ایک قسم ہے (۲/۷۰، جامع بیان العلم)

دلیل سے مراد مصطلح قیاس جلی ہے یعنی فارق کے ساتھ قیاس کرنا ابن حزم نے داؤد کی طرف اس قول کی نسبت سے انکار کیا ہے۔ اسی طرح ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے کہ نظام پہلا شخص ہے جس نے قیاس کی نفی کی بات ایجاد کی اور

AsliAhleSunnet.com

اس کے بعد پھر دروازہ کھل گیا[1] اس قضیے میں نزاع اور مناظرہ چھڑ گیا کچھ نے اپنی رائے میں غلو اختیار کیا ہر گروہ نے دوسرے کی عیب جوئی کی ایسی تہمتیں تراشیں جو کسی مسلمان کے لائق نہیں ہیں ابن حزم کی کتاب الاحکام میں بہت سی تہمتوں کا ذکر موجود ہے ابو محمد یزیدی نحوی نے منکرین قیاس کی تردید میں ایک قصیدہ کہا ہے جو یہ ہے۔

ماجھول لعالم یعدان

لاولا لعی کائن کالبیان۔

کوئی جاہل آدمی عالم شخص کے برابر نہیں ہو سکتا اور نہ لکنت بیان کی طرح ہو سکتی ہے۔

فاذا عمیت فاسئل نجدۃ

ان بعض الاخبار مثل العیان

---

[1] ابن حزم اس بات کے منکر ہیں کہ صحابہ نے قیاس کی بات کہی ہو ان کا خیال ہے کہ قیاس دوسری صدی ہجری کی پیداوار ہے جس کا بعض لوگوں نے اقرار اور تمام لوگوں نے انکار کیا۔ (ابطال القیاس لابن حزم ص ۱۵ امام ذہبی نے اس پر حاشیہ لگایا ہے۔ بل القیاس کان فی زمن الصحابۃ بلکہ قیاس صحابہ کے دور میں تھا ملاحظہ ہو الاحکام لابن حزم ۷/ ۱۷۷

AsliAhleSunnet.com

جب تم پر کوئی بات عیاں نہ ہو تو مدد طلب کرو اس لئے کہ بعض خبریں مشاہدے کی طرح ہوتی ہیں۔

ثم قس بعض ما سمعت ببعض

وأت فیما تقول بالبرهان

پھر تم نے جو کچھ سنا ہے بعض کو بعض پر قیاس کرو اور اپنی باتوں پر دلیل لاؤ

لا تکن کالحمار یحمل اسفا

رًا کما قد قرأت فی القران

قران میں جیسا کہ تم نے پڑھا ہے اس گدھے کی طرح نہ ہو جاؤ جو کتابوں کا بوجھ لادتا ہے

ان ھذا القیاس فی کل امر

عند اھل العقول کالمیزان

یہ قیاس اہل عقل کے یہاں تمام امور میں ترازو کی طرح ہے۔

لا یجوز القیاس فی الدین الا

لفقیه لدینه صوان

دین میں قیاس صرف ایسے فقیہ کے لئے جائز ہے جو اپنے دین کا محافظ ہو

لیس یغنی عن جاھل قول راو

عن فلان و قوله عن فلان

کسی راوی کا قول کہ اس نے فلاں سے اور فلاں نے فلاں سے روایت کیا کسی جاہل کے

AsliAhleSunnet.com

لئے کفایت نہیں کر سکتا۔

ان اتاہ مسترشد اافتاہ

بحدیثین فیہما معنیان

اگر اس کے پاس کوئی ہدایت حاصل کرنے آیا تو اسے ایسی دو حدیثوں سے فتوی دیا جن کے دو معنی ہیں۔

ان من یحمل الحدیث ولا یعرف

فیہ المراد کالصیدلانی

جو شخص حامل حدیث ہے لیکن اس کا معنی مراد نہیں سمجھتا اس کی مثال دوا فروش کی سی ہے

حین یلقی لدیہ کل دواء

وھو بالطب جاھل غیروان

جس کے پاس ہر دوا موجود رہتی ہے لیکن وہ طب سے بالکل ناواقف ہے

حکم اللہ فی الجزاء ذوی عدل

لذی الصید بالذی یریان

اللہ نے شکار والے کے بارے میں حکم دیا کہ دو انصاف پرور اپنی صواب دید سے بدلے کا فیصلہ کریں۔

لم یوقت ولم یسم ولکن

قال: فیہ فلیحکم العدلان

AsliAhleSunnet.com

نہ وقت مقرر کیا اور نہ نام لیا لیکن فرمایا کہ اس میں دو عدل پرور فیصلہ کریں

ولنا فی النبی صلی علیہ
اللہ والصالحون کل اوان

اور ہمارے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات میں ہمیشہ کے لئے اسوہ ہے

اسوة فی مقالة لمعاذ
اقض بالرای ان اتی الخصمان[1]

جو معاذ کے لئے آپ نے کہی کہ جب تمہارے پاس دو جھگڑنے والے آئیں تو رائے سے فیصلہ کرنا۔

وکتاب الفاروق یرحمه اللہ
ہ الی الاشعری فی تبیان

اور فاروق اعظم رحمہ اللہ کے مکتوب میں اشعری کے نام جو واضح ہے۔

---

[1] شاید اس سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف اشارہ ہے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجتے ہوئے پوچھا تھا کہ تم کیسے فیصلہ کرو گے الخ یہ حدیث ضعیف ہے اس کے ضعف کے اسباب شیخ ناصر الدین البانی نے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ ۸۸۵ میں بیان کیا ہے۔ اور ان محدثین کا ذکر کیا ھے جنھوں نے اس حدیث کو ضعیف ٹھہرایا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

فس اذا اشکلت علیک امور

ثم قل بالصواب والعرفان[1]

جب تمہارے لئے مسائل پیچیدہ ہوجائیں تو قیاس سے کام لو پھر درست اور علمی بات کہو۔

سفیان بن عیینہ نے ابن شبرمہ سے ان کا شعر نقل کیا ہے

احکم بما فی کتاب اللہ مقتدیا

وبالنظائر فاحکم بالمقاییس

کتاب اللہ میں جو کچھ ہے اس کی اقتدار کرتے ہوئے فیصلہ کرو اور نظائر و امثال میں قیاسی اصولوں سے فیصلہ کرو۔

قیاس کی نفی کرنے والوں نے قیاس کو تسلیم کرنے والوں پر لعن طعن کیا ہے چنانچہ بصرہ کے بعض شعرا نے امام ابوحنیفہ اور زفر کی ہجو کرتے ہوئے کہا ہے۔

ان کنت کاذبة بما حدثتنی

فعلیک اثم ابی حنیفة او زفر

تونے جو کچھ بیان کیا اگر اس میں جھوٹی ہے تو ابوحنیفہ اور زفر کی ساری خطائیں تجھ پہ ہونگی۔

---

[1] ۱۳/۲۹۷، ۲۹۸ فتح الباری اور ۲/۸۴ بیان العلم و فضلہ لابن عبد البر

AsliAhleSunnet.com

الواثبین علی القیاس تعدیا

والناکبین عن الطریقۃ والاثر

جنھوں نے قیاس کو تعدی کے طور اختیار کیا اور طریقہ واثر سے دور ہٹ گئے

خلت البلاد فارتعوا فی رحبھا

ظھر الفساد ولاسبیل الی الغیر

شہر ویران ہو گئے تو خوب کھل کر حصول جاہ و منال کرو فساد پھوٹ پڑا اور اب تبدیلی کا کوئی امکان نہیں۔

ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابو جعفر طحاوی نے جب ان اشعار کو پڑھا تو کہا۔

وددت انّ لی اجرھما وحسناتھما

وعلی اثمھما و سیئاتھما

مجھے محبوب ہے کہ ان دونوں کے اجر اور نیکیاں مجھے مل جائیں اور ان کے گناہ اور خطائیں مجھ پر لاد دیئے جائیں۔

یہ مختلف اقوام کے حالات کے بہت بڑے عالم تھے کوفی المذہب تھے۔ اور دیگر مذاہب فقہ کے جاننے والے تھے۔

(جامع بیان العلم ۲/۹۵)

AsliAhleSunnet.com

اس سلسلے کے لطیف بیانات میں مسروق کا یہ قول ہے۔

کنا من الدین قبل الیوم فی سعة
حتی ابتلینا باصحاب المقاییس

ہم دین کے سلسلے میں بڑی کشادگی میں تھے لیکن اب قیاس والوں کی مصیبت آپڑی ہے

قاموا من السوق قلت مکاسبھم
فاستعملوا الرای عند الفقر والبوس

جب ان کی کمائیاں کم ہوگئیں تو بازار سے اٹھ کھڑے ہوئے اور محتاجی و مسکینی کے وقت رائے کو اپنالیا۔

اما العریب فقوم لا عطاء لھم
وفی الموالی علامات المقاییس

عرب لوگوں کے لئے کوئی عطیہ نہیں ہے اور غلاموں میں قیاس کی علامتیں ہیں

امام ابو حنیفہ رح نے مسروق سے ملاقات کی تو کہا تم نے ہماری ہجو کی ہے ہم تمھیں راضی کریں گے پھر کچھ دراہم بھیجے اس پر انھوں نے کہا

اذا ما اھل مصر بادھونا
بآبدة من الفتیا لطیفہ

لے غالباً یہ مسروق وراق ہیں نہ کہ مشہور عالم

AsliAhleSunnet.com

جب شہر کے لوگوں نے کسی عظیم حادثے پر مجھ سے فی الفور اچھے فتوے کی مانگ کی

اتیناھم بمقیاس صحیح

صلیب من طراز ابی حنیفه

تو ابو حنیفہ کے طرز پر ہم نے صحیح اور ٹھوس طریقۂ قیاس سے ان کو بتا دیا

اذا سمع الفقیه به وعاه

واثبته بحبر فی صحیفه

فقیہ جب اسے سنتا ہے تو یاد کر لیتا ہے اور کتاب میں قلم بند کر لیتا ہے۔

ابن عبد البر کہتے ہیں یہ اشعار جب اس دور کے ایک صاحب نظر اہل حدیث تک پہونچے تو اس نے جواباً کہا

اذا ذوالرأی خاصم عن قیاس

وجاء ببدعة منهم سخیفه

جب صاحب رائے مختلف فیہ مسئلے میں قیاس سے کام لے کر لوگوں کے سامنے اوچھی بدعت پیش کرتا ہے۔

اتیناھم بقول الله فیھا

واثار مبرزة شریفه (۲/۹۵ جامع بیان العلم)

تو ہم ان کے سامنے اللہ کا قول اور اس کے متعلق واضح اور پاک احادیث نبوی پیش کرتے ہیں

ان اشعار سے دونوں فریق کے اختلاف اور تنازع کی حد کا اندازہ لگایا

AsliAhleSunnet.com

جا سکتا ہے جو نا قص کی حد تک پہونچ چکا تھا ایک گروہ کہتا ہے کہ عقل قیاس کو واجب ٹھہراتی ہے ۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ وہ محال ٹھہراتی ہے تیسرا گروہ کہتا ہے کہ عقلاً وہ جائز ہے

وجوب یا جواز عقلی کے قائلین میں سے کچھ اس کے واقع ہونے کے قائل ہیں اور کچھ نہ واقع ہونے کے۔ واقع ہونے کے قائلین میں سے کچھ لوگ صرف شرعی امور تک محدود مانتے ہیں اور کچھ لوگوں نے اسے شرعی ، لغوی اور عقلی امور میں بھی جائز بتایا ہے ۔

پہلا گروہ

نظام اور معتزلہ کے ایک گروہ نے جن کا ذکر گذر چکا ہے اس کے عقلاً محال ہونے کو واجب قرار دیا ہے یہی بات اہل ظاہر ، نہروانی ، قاشانی اور شیعہ گروہ کے امامیہ فرقے نے بھی کہی ہے ۔

دوسرا گروہ

عقلاً واجب ہونے کا قائل ہے ان میں سے قفال شاشی شافعی ، ابوالحسین بصری معتزلی بھی ہیں ۔

تیسرا گروہ

یہ اعتدال پسندوں کا طبقہ ہے جو عقلاً جائز بتاتا ہے نہ تو اسے واجب

AsliAhleSunnet.com

اور نہ ہی اسے محال ٹھہراتا ہے البتہ ان میں کچھ اختلاف واقع ہوا تو کچھ نے عقلا جائز اور شرعاً اس کے واقع ہونے کو محال بتایا دوسرے لوگوں نے بتایا کہ عقلاً جائز ہے اور شرعا واقع ہے۔ یہی لوگ جمہور صحابہ اور فقہاء و متکلمین ہیں۔ ابن عبد البر نے جامع بیان العلم و فضلہ میں ایسے جلیل القدر تابعین کا ذکر کیا ہے جن سے انھوں نے معلوم کیا کہ وہ اپنی رائے سے اجتہاد کرتے ہوئے فتویٰ دیتے تھے اور جن باتوں کے لئے نص نہیں پاتے ان میں اصول کے مطابق قیاس کرتے تھے ان میں مدنی، مکی، یمنی، کوفی، بصری، مصری سبھی ہیں وہ ستر کے قریب یا اس سے زیادہ ہیں ان میں سے مخصوص حضرات کے اسماء ہم یہاں درج کر رہے ہیں

سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، ابن شہاب، ربیعہ، مالکؒ عطاء، مجاہد، عکرمہ، ابن جریج، ابن عیینہ، شافعی، علقمہ، قاضی شریح، مسروق شعبی، ابو حنیفہ، ثوری، حسن، ابن سیرین، مکحول، اوزاعی، لیث بن سعد، مزنی، بویطی، اسحٰق بن راہویہ، ابو عبید القاسم بن سلام، ابو جعفر طبری وغیرہ۔

قیاس میں غلو کرنے والے

جواز عقلی اور وقوع شرعی کے قائلین میں ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے قیاس کے ثابت کرنے میں اسراف اور توسع سے کام لیا ہے اور ایسی چیزوں کو ایک ساتھ جمع کرنے کی کوشش کی ہے جن میں علت کے اعتبار سے کوئی اشتراک

AsliAhleSunnet.com

نہیں ہے۔ پھر قیاس کی قوت میں زیادتی پیدا کرتے ہوئے انھوں نے کبھی بعض معلو
کے لئے قیاس کو ضروری اور مخصوص قرار دیا۔ بلکہ قاضی ابوالفرج مالکی اور ابوبکر اسدی
مالکی کہتے ہیں کہ قیاس خبر واحد مسند مرسل سے بڑھ کر ہے (۲/۹۳۰ الاحکام لابن حزم)
لیکن محقق علماء نے اس طریقے کو پسند نہیں کیا امام شافعی رحمہ اللہ اس قول کی تردید
اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کرتے ہیں: فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ
إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ اگر تم کسی چیز کے بارے میں جھگڑ پڑو تو اس معاملے کو اللہ اور
رسول کی طرف لوٹا دو۔

امام شافعیؒ نے فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ اس بارے میں اللہ اور رسول نے
جو کچھ کہا ہے اس کی اتباع کرو۔ اللہ اعلم

قیاس کو بوقت ضرورت استعمال کرنیکے قائل

جواز عقلی اور وقوع شرعی کے قائلین میں ایک طبقہ ہے جو مذکورہ گروہ کی طرح
غلو نہیں کرتا اس کا نظریہ ہے کہ جہاں نص اور اجماع نہیں ہے وہاں قیاس حجت
ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اسراف اور غلو میں قدم نہ رکھا جائے جمہور علماء سنت کا یہی
قول ہے۔ یہی ابن عبدان سے بھی منقول ہے انھوں نے اضطراری حالت کے علاوہ
قیاس سے منع کیا ہے (۲/۲۰۵ جمع الجوامع بشرح الجلال)

اس مسئلے میں ابن عبدان امام شافعی کے پیرو ہیں ابن حجر عسقلانی

AsliAhleSunnet.com

لکھتے ہیں۔

والحاصل ان المصیر الی الرای انما یکون عند فقد النص.... ثم یقول والی ھذا یومی قول الشافعی فیما اخرجه البیھقی بسند صحیح الی احمد بن حنبل سمعت الشافعی یقول: القیاس عند الضرورۃ (۱۳/۲۹۱ فتح الباری ۱/ ۲۲،۷ اعلام الموقعین)

حاصل گفتگو یہ کہ رائے کی ضرورت نص موجود نہ ہونے پر ہوتی ہے۔ آگے لکھتے ہیں ___ امام شافعی کے اس قول سے بھی اسی کی طرف اشارہ ہوتا ہے جسے بیہقی نے صحیح سند سے احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے انھوں نے کہا کہ میں نے شافعی سے سنا فرماتے تھے: قیاس ضرورت کے وقت ہی ہے۔

امام احمد نے شافعی سے جو روایت نقل کی ہے امام شافعی نے الرسالہ میں اس کی تصریح کی ہے لکھتے ہیں۔ ونحکم بالاجماع، ثم القیاس وھو اضعف عن ھذا ولکنھا منزلۃ ضرورۃ، لانہ لایحل القیاس والخبر موجود، کما یکون التیمم طھارۃ فی السفر عند الاعواز من الماء ولا یکون طھارۃ اذا وجد الماء انما یکون طھارۃ عند الاعواز (۵۹۹ الرسالہ)

ہم اجماع سے فیصلہ کریں گے پھر قیاس سے لیکن یہ اس سے ضعیف ہے البتہ ضرورت پڑنے پر اس کا استعمال ہوگا کیونکہ خبر کے موجود ہونے پر قیاس جائز نہیں ہے جس طرح سفر میں پانی نہ ہونے پر تیمم ہی طہارت ہوتا ہے لیکن پانی مل جانے

AsliAhleSunnet.com

پر تیمم طہارت نہیں رہ جاتا۔

امام احمد نے مرسل اور ضعیف حدیث کو جب کسی مسئلے میں کوئی ایسی بات نہ ہو جو قیاس پر مجبور کرے قیاس پر ترجیح دی ہے ان کے نزدیک ضعیف صحیح کی قسم ہے اور حسن کی قسموں میں سے ایک قسم ہے اس لئے وہ باطل اور منکر نہیں ہے اور نہ ہی وہ روایت ہے جس میں کوئی ایسا متہم راوی ہے جسے تسلیم نہ کیا جاسکتا ہو (۱/۳۱، ۳۲ اعلام الموقعین)

امام ابوحنیفہ خبر مرسل اور ضعیف کو قیاس پر مقدم کرتے ہیں اس کے ہوتے ہوئے قیاس کو جائز نہیں قرار دیتے ایسے شخص کی روایت جس کا کوئی مخالف نہ ہو ان کے نزدیک قیاس سے بہتر ہے (۲/۹۳۰ الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم)

امام شافعی نے صحابی کے قول پر قیاس کو ترک کر دیا ہے لکھتے ہیں:

والقیاس عندی قتل الراھب لولا ما جاء عن ابی بکر رضی اللہ عنہ فترک صریح القیاس لقول الصدیق (۱/۸۰ اعلام الموقعین) قیاس میرے نزدیک یہ ہے کہ راہب کو قتل کر دیا جائے لیکن ابوبکر صدیق کے قول کے ہوتے ہوئے ایسا درست نہیں۔ یہاں ابوبکر صدیقؓ کے قول کے سامنے صریح قیاس کو ترک کر دیا۔

متاخرین میں سے صنعانی نے امام شافعی کی پیروی کی ہے لکھتے ہیں:

AsliAhleSunnet.com

وعلم القياس هو طريق استنباط الحکم من الکتاب والسنة مالم نجد صریحا من نص کتاب او سنة او اجماع رسبل السلام ۴/۱۱۶) جب ہمیں کتاب وسنت اور اجماع سے نص صریح نہ ملے ایسی صورت میں کتاب وسنت سے حکم استنباط کرنے کے طریقے کا نام قیاس ہے۔

وہ امور جن کے قیاس ہونے پر اتفاق یا اختلاف ہے

جواز عقلی اور وقوع شرعی کے قائلین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قیاس شبہ اور قیاس معنی دونوں قیاس میں داخل ہیں، لیکن انھوں نے فحوائے کلام قیاس پر شارع کی تنصیص اور شئ کے اس کے ہم معنی شئ کے ساتھ الحاق کے امر میں اختلاف کیا ہے۔

مفہوم موافقت

بعض اصولیوں نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ مفہوم موافقت میں دلالت لفظی پائی جاتی ہے اس میں قیاس کچھ بھی نہیں ہے یہی حنفیہ اور مالکیہ کا مذہب ہے نیز بعض شافعیہ متکلمین کا ایک گروہ اور اہل ظاہر بھی اس کے قائل ہیں۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ امام احمد نے اس کی تصریح کی ہے کہ (۲۸۰ القواعد والفوائد الاصولیہ) اس کا دلالت لفظی ہونا اس کے قیاس ہونے کے منافی ہے اس کا اشارہ ابن ہمام کی اس تعریف میں ملتا ہے: مساواۃ محل لآخر فی علة حکم لہ شرعی لا تدرک من نصه بمجرد فهم اللغة ایک مقام کو دوسرے

AsliAhleSunnet.com

کے شرعی حکم کی علت میں برابر کرنا جو اس کی نص سے محض زبان سمجھنے کی بنیاد پر حاصل نہ کیا جا سکے۔

اسی طرح صدر الشریعہ کی تعریف ہے تعدیۃ حکم من الاصل الی الفرع بعلۃ متحدۃ لا تعرف بمجرد اللغۃ۔ اصل کے حکم کو فرع کی طرف متحد علت کی بنا پر لوٹانا جو صرف لغت سے نہ معلوم کی جا سکے۔

نہروانی اور قاشانی کہتے ہیں کہ قیاس عقلاً محال ہے اور شرعاً واقع نہیں ہو سکتا پھر بھی انھوں نے مفہوم موافقت پر عمل کرنا لازم قرار دیا ہے لیکن اسے قیاس نہیں مانا ہے (ارشاد الفحول ۱۹۹)

اسی کے بالمقابل دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ مفہوم موافقت قیاس جلی ہے ان میں ابن ابی موسیٰ، ابوالحسین جزری، ابوالخطاب حلوانی شافعی اور ان کے اصحاب شامل ہیں (القواعد والفوائد الاصولیہ)

امام شافعی نے الرسالہ میں اس مفہوم کی توضیح یوں کی ہے: فاقوی القیاس ان یحرم اللہ فی کتابہ او یحرم رسول اللہ القلیل من الشیٔ فیعلم ان قلیلہ اذا حرم کان کثیرہ مثل قلیلہ فی التحریم او اکثر بفضل الکثرۃ علی القلۃ وکذلک اذا حمد علی یسیر من الطاعۃ کان ما ھو اکثر منھا اولی ان یحمد علیہ وکذلک اذا ابیح کثیر شیٔ کان الاقل منہ اولی ان یکون مباحا (ص ۲۲ الرسالہ للشافعی)

سب سے قوی قیاس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یا رسول

AsliAhleSunnet.com

نے کسی تھوڑی چیز کو حرام کیا ہے اس سے یہ جانا جائے کہ جب اس کا تھوڑا حصہ حرام ہے تو زیادہ حصہ بھی حرام ہوگا یا اس سے بڑھ کر ہوگا قلت پر کثرت کی برتری کے سبب سے۔ اسی طرح تھوڑی اطاعت پر تعریف کی جائے تو زیادہ اطاعت لازماً تعریف کی مستحق ہے نیز اگر کسی چیز کا کثیر حصہ مباح کر دیا گیا تو لازم ہے کہ اس کا قلیل بھی مباح کر دیا جائے۔

اس بارے میں اختلاف ہے کہ مفہوم موافقت قیاس ہے یا نہیں امام شافعی نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: بعض اہل علم اس کو قیاس کا نام دینا جائز نہیں ٹھہراتے اور کہتے ہیں کہ یہ اس لئے کہ وہ بعینہ وہی چیز ہے کسی اور پر قیاس نہیں ہے۔ اسی طرح کی بات دوسرے مقام پر بھی کہی ہے یعنی جو چیز حلال کے معنی میں ہے وہ حلال ہے اور جو حرام کے معنی میں ہے وہ حرام ہے قیاس صرف اسی کو کہا جا سکتا ہے جسے ایسی چیز سے تشبیہ دینے کا احتمال لاحق ہو جس میں دو مختلف معانی کی مشابہت موجود ہونے کا احتمال ہو پھر اسے دونوں میں سے ایک پر قیاس کے لئے پھیر دیا جائے گا۔

ایک دوسرے صاحب علم کہتے ہیں ما عدا النص من الکتاب او السنۃ فکان فی معناہ فھو قیاس واللہ اعلم کتاب یا سنت کی نص کے سوا جو چیز ان کے معنی میں ہو وہ قیاس ہے۔ واللہ اعلم (۵۱۵

۵۱۶ الرسالہ)

تعجب یہ ہے کہ ابن حزم مفہوم موافقت کے حجت ہونے کے منکر ہیں

ملخص ابطال القیاس ص ۶۹ میں لکھتے ہیں فاما قولہ فلا تقل لہما اف ۔۔۔۔

نما فہم احد قط فی لغۃ العرب ولا العقل ان قول اف یعبر بہ

عن القتال والضرب ولو لم یات الا ھذہ الآیۃ ما حرم لہما الا

قول اف فقط ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ان دونوں کو اُف نہ کہو،، اس کا مفہوم عربی

زبان میں کبھی کسی شخص نے یہ نہیں سمجھا نہ عقل نے جائز قرار دیا کہ اس سے جنگ

یا مار پیٹ مراد لی جائے اگر صرف یہی آیت نازل ہوئی ہوتی تو ان کے حق میں صرف

اف کہنا ہی حرام ہوتا ۔

یہ عجیب ظاہر پرستی اور جمود بر جمود ہے حافظ ذہبی نے اسی سبب سے

ابن حزم کے اس کلام پر نقد کیا ہے اور کہا ہے کہ : اس جمود پر تعجب ہے ایسی جیسی

باتوں پر تم نے خود کو دوسروں کا ہدف نیز باعث تعجب و ہنسی بنا لیا بلکہ تمھارے

بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ کبھی ہر عربی، نبطی عاقل، دانشمند نے والدین کو اف

کہنے کی ممانعت سے یہ سمجھا ہے کہ اس سے سخت مار کی یقیناً ممانعت ہے ؟ اور یہی

مفہوم حساس اور سلیم الطبع آدمی سمجھے گا ۔ معمولی چیزوں کو اہم چیز اور چھوٹی چیزوں

کو بڑی چیز پر تنبیہ کے لئے یہ اسلوب اختیار کیا جاتا ہے ۔ اسی سے عربی زبان

بلکہ عجمی، ترکی، نبطی اور تمام بنی آدم کی زبانوں کی حفاظت ممکن ہے اور جب

یہ کہا گیا کہ مت جھڑک اپنے والدین کو تو اس میں ان کو گالی دینے، لعنت کرنے

AsliAhleSunnet.com

ایسی مار لگانے جس سے چیخ و پکار کرنے لگیں یا گلا گھونٹنے جس سے موت واقع ہو جائے سب سے ممانعت بدرجہ اولی ہو گئی

آدمی نے جب اپنی بیوی سے کہا کہ : غیر مردوں سے کلام نہ کرنا ورنہ تجھے مار لگاؤں گا اس نے جاکر دوسرے مردوں سے زنا کر لیا اور ان سے کوئی گفتگو نہیں کی ایسی صورت میں قطعی طور پر وہ شوہر کی نافرمان ہو گی بلکہ اس سے زیادہ نافرمان ہو گی کلام کے بدلے اس جرم کے ارتکاب کی بنا پر اور زیادہ سزا کی مستحق ہو گی (ملخص ابطال القیاس لابن حزم ص ۲۹

امور شرعی جن میں قیاس جائز یا ناجائز ہے

تمام ممالک کے فقہاء اور اہل سنت جو فقہ و سنت کے راہرو ہیں۔ اس بات کے قائل ہیں کہ توحید میں قیاس نہیں ہے اور احکام میں ہے سوائے داؤد بن علی بن خلف اصفہانی ثم البغدادی اور ان کے متبعین کے کہ ان حضرات نے توحید اور احکام دونوں میں قیاس کی نفی کی ہے (۲/۹۱ جامع بیان العلم)

جو لوگ عقائد میں قیاس کو جائز قرار دیتے ہیں ابن عبد البر نے ان کو بدعتی قرار دیا ہے کہتے ہیں : اس باب میں اہل بدعت کے دو قول ہیں جو مذکورہ دونوں قول کے علاوہ ہیں ان میں سے بعض نے قیاس کو توحید

اور احکام دونوں میں ثابت کیا ہے اور بعض نے قیاس کو توحید میں ثابت ما
ہے اور احکام میں اس کا انکار کیا ہے (۲/۹۱ جامع بیان العلم)

احکام میں قیاس کو ثابت ماننے والے اہل سنت والجماعت
میں سے بعض نے قیاس کو احکام میں مطلقاً جائز قرار دیا ہے لیکن بعض
نے کچھ صورتوں میں منع کیا ہے۔

امام ابو حنیفہ نے کفارات، حدود، اور مقدرات میں منع کیا ہے
بعض دوسرے لوگوں نے اسباب، شرائط اور موانع میں منع کیا ہے کچھ لوگوں نے
اصول عبادات میں ضرورت مند کے سلسلے میں اسے جائز قرار دیا ہے
جب اس کے مطابق نص نہ وارد ہو (۲/۲۰۵-۲۰۸ شرح الجلال علی جمع الجوامع

قیاس کے حجت ہونے میں اختلاف کی ابتدا

علماء کے مذاہب کی وضاحت کے بعد ضروری ہے کہ نزاع کی نشوونما
اور اس کی بنیاد کو بھی بیان کیا جائے علامہ ابن قیم اعلام الموقعین ۱/۲۹۱ میں
لکھتے ہیں: قیاس کے مسئلے میں لوگ دو انتہاؤں اور ایک اعتدال کی را
پر ہیں ایک گروہ علتوں، معانی اور موثر اوصاف کا انکار کرتا ہے اور ح
قرار دیتا ہے کہ شریعت دو مساوی چیزوں میں فرق کر دے اور دو مختلف
چیزوں میں جمع کر دے۔ یہ بات ثابت نہیں کرتا کہ اللہ سبحانہ نے احکام

AsliAhleSunnet.com

کو کچھ علتوں اور مصلحتوں کی بنیاد پر مشروع کیا ہے، ان کو ایسے اوصاف سے
مربوط کیا ہے جو ان میں اثر انداز ہوتے ہیں اثبات اور نفی دونوں پہلو سے
اس کے مقتضی ہوتے ہیں یہ گروہ کبھی ایک چیز کو واجب قرار دیتا اور اس کی
نظیر کو دوسری وجہ سے حرام ٹھہراتا ہے اسی طرح دوسری چیز کو حرام قرار دیتا ہے
اور اس کی نظیر کو کسی سبب سے مباح ٹھہراتا ہے۔ ایک چیز سے منع کرتا ہے
لیکن اس کی خرابی سے بچنا پیش نظر نہیں ہوتا ہے کبھی ایک چیز کا حکم دیتا ہے
لیکن کوئی مصلحت پیش نظر نہیں ہوتی یہ سب حکمت و مصلحت سے عاری
صرف مشیت کے تحت ہوتا ہے۔ اس کے بالمقابل دوسرے گروہ نے بہت
توسع سے کام لیا انھوں نے دو ایسی چیزوں کو جنھیں اللہ نے الگ رکھا ہے
مشابہت، تسلسل، یا وصف کے سبب سے جن کے متعلق ان کا خیال ہے کہ
وہ علت ہیں اکٹھا کر دیا حالانکہ ان کے علت ہونے اور نہ ہونے دونوں کا
امکان ہے اس طرح وہ لوگ اسے وہی سبب قرار دیتے ہیں جس پر اللہ نے
حکم صادر کیا ہے یہ بات خالص اندازے اور ظن کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

اس بات کی تمام اسلاف امت نے مذمت کی ہے

AsliAhleSunnet.com

فصل دوم

دلائل

گذشتہ گفتگو سے یہ بات واضح ہو گئی کہ قیاس کے حجت ہونے کے متعلق علماء کا اختلاف دو مقام پر ہے۔

(۱) عقلاً قیاس پر عمل جائز ہے یا نہیں

(۲) اس سے عمل واقع ہوتا ہے یا نہیں

اس بحث میں ہم ہر فریق کے دلائل پیش کر رہے ہیں توقع ہے کہ انشاء اللہ ہمارے سامنے حق واضح ہو جائے گا

(۱) عقلاً محال کہنے والوں کے دلائل

الف قیاس ایسا طریقہ ہے جو خطا سے محفوظ نہیں ہے کیونکہ اس میں اعتماد ظن پر ہوتا ہے اس لئے ایسے راستے پر چلنے سے عقل انکار کرتی ہے (مسلم الثبوت)

AsliAhleSunnet.com

زالی نے ان کے شبہہ کا تذکرہ کر کے ان کے مقصد پر جرح کی ہے کہتے ہیں
گوں نے اس خیال کو ٹھیک سمجھتے ہوئے اسے قبول کیا وہ کئی گروہ میں بٹ
ی نے کہا ظن فی نفسہ قبیح ہے کیونکہ یہ علم کا ضد ہے حالانکہ علم اچھی چیز ہے۔
قول کی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں: یہ خیال موت، پاگل پن، غفلت
ہو سے باطل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ علم کی ضد ہیں لیکن اللہ کا فعل ہیں یہ
نظر اور شک سے بھی باطل ہو جاتا ہے جس کا انسان مامور ہے اور قبیح چیز
نہیں دیا جاتا کہ وہ علم کا ضد ہے۔

آگے کہتے ہیں: ان میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ظن فی نفسہ قبیح نہیں ہے بلکہ
ع کے لئے یہ بری بات ہے کہ وہ شریعت کو مختلف گمان، جہالتوں اور
ات کی مشکلات میں ڈال دے اور معاملے کو عقل مندوں کی گم گشتگی
لئے بے نظام کر دے کہ ان کا جھگڑا کبھی ختم نہ ہو۔ اس خیال کی تردید کرتے
ئے کہتے ہیں: ہم کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ وہ قطعاً مستحسن ہے تمام افعال
امر سے متعلق ہوں یا نہی سے شارع کے حکم سے متعلق ہونے کی بنا پر مستحسن
اور واقعات کی انتہا نہیں ہے محصور الفاظ ان کا استقصار نہیں کر
تے ان کا مہمل اور بے کار چھوڑ دینا تاکہ جو شخص جو چاہے کرے امر قبیح ہے
متعین یہ ہوا کہ اسے عقلاء کی رایوں اور اہل دانش کی نظر پر چھوڑ ا
ے جو شریعت کے ماخذ اور اس کی مصلحتوں کو جانتے ہوں اور شریعت کے

AsliAhleSunnet.com

سررشتے کو ہاتھ میں تھامے ہوئے فیصلہ کریں کسی بات میں شریعت ـ
ہٹ جانا مباحث پیدا کرنے کا سبب ہوتا ہے کسی امر میں مشکل پیش آ
پر تمام عقلاء ظن اور رائے کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ظن غالب کو اختیا
کرتے ہیں اسے قبیح نہیں سمجھتے یہ بات ناپسندیدگی کے قاعدے سے جو ایک
مردود چیز ہے اتر کر ممکن ہے، ہمارے نزدیک ہر ممکن چیز کے بارے میں
شریعت کا وارد ہونا جائز ہے (۳۲۶، ۳۲۷ المنخول)

(ب) عقلاً منع کرنے والوں نے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ قیاس میں بہت
اختلاف ہے اور جس چیز میں شدید اختلافات ہوں وہ اللہ کی طرف سے نہیں
ہو سکتی۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیراً اگ
یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سے اختلافات پاتے
ان کا یہ شبہ عقلی دلائل میں بھی قائم ہے لہذا جو جواب ان کا تھا وہی یہ
بھی ہے (الاسنوی علی البیضاوی) بیضاوی نے اس آیت کی نہی کو رایوں او
جنگوں کے ساتھ خاص کیا ہے کیونکہ اس کے لیئے اللہ تعالیٰ کے فرمان کا قرینہ
موجود ہے " فتفشلوا وتذهب ريحكم " پس تم ہمت ہار جاؤ
تمہاری ہوا اکھڑ جائے۔ البتہ احکام میں تنازع کو جائز ٹھہرایا ہے۔

(ج) نظام کے شبہے کا خلاصہ یہ ہے کہ شارع نے ہم مثل چیزوں میں
فرق اور مختلف چیزوں کو اکٹھا کر دیا ہے اور ایسے احکام ثابت کیے ہیں جو

AsliAhleSunnet.com

س کی کوئی مجال نہیں یہ سب باتیں قیاس کی نفی کرتی ہیں اس لئے کہ قیاس
مدار معنی کے اظہار معنی میں ہم مثل ہونے کی بنا پر ایک صورت کو دوسری
نا اور دو چیزوں میں تفریق کرنے پر ہے

اس کی توضیح یہ ہے کہ شارع نے مختلف اوقات کے شرف و فضل
رق کیا ہے شب قدر اور حرمت کے مہینے دیگر ایام اور مہینوں پر فضیلت
ہیں اسی طرح مقامات میں مکہ اور مدینہ دیگر مقامات پر فضیلت رکھتے
حالانکہ حقیقت میں زماں و مکان برابر ہیں۔

قصر کی نمازوں میں بھی فرق کیا ہے چار رکعت والی نمازوں میں قصر ہے
روں میں نہیں ہے پھر مختلف چیزوں کو جمع کیا ہے مثلاً طہارت کے لئے
ور پانی کو جائز ٹھہرایا ہے جبکہ پانی صاف پاک کرتا اور مٹی گندا کرتی ہے
اس طرح کے احکام جن میں عقل کی گنجائش نہیں ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ
ولصورت لونڈی کے بجائے جس کی طرف طبیعت مائل ہوتی ہو ایسی آزاد
رت سے جو پراگندہ بال اور پراگندہ رو ہو جس کی طرف طبیعت مائل نہ ہو
لیت رکھنے کو واجب ٹھہرایا ہے تھوڑی چیز کی چوری میں ہاتھ کاٹنا واجب
ہے اور بہت سا مال غصب کر لیا جائے تو اس میں یہ سزا نہیں ہے
نا کی تہمت لگانے والے پر کوڑا مارنا واجب کیا اور کفر کی تہمت لگانے
لے پر کچھ نہیں (الاسنوی علی البیضاوی)

AsliAhleSunnet.com

ان امور سے دلائل حاصل کرنے والے کوتاہ نظری کے شکار ہیں شار
کسی چیز میں فرق کسی فارق کی بنا پر کیا ہے یا دو چیزوں کو کسی جامع کی بنا پر
کیا ہے حکم کی علت اور طریقہ جس کا مقتضی ہوگا ، کبھی ظاہری مشابہت
ہوئے اساس اور علت میں اختلاف ہوتا ہے اور ظاہری مخالفت کے با
حکم کی اساس اور علت میں اتفاق پوشیدہ ہوتا ہے یہ سب باتیں غور و
کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں رہتیں اس بنا پر کم عقل زید پر وہ حکم نہیں
سکتے جو صاحب ہوش عمرو پر لگاتے ہیں کہ دونوں انسانیت میں مشابہ ہیں
یہاں ایک علت ہے جس نے حکم میں مغایرت پیدا کر دی ہے ۔ قرآنی آیات
احادیث نبوی کے تتبع اور عقل و فطرت کیطرف رجوع کرنے سے یہ بات ہمیں معلوم ہو
کہ نظیر کو نظیر کا حکم دینا لازم ہے اسی طرح ایک شئی کو اس کے مخالف کے برابر
جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکم
کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کی طرح کر دیں تمہیں کیا ہو گیا ہے یہ کیسا فیصلہ کرتے ہو
اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہ بات عقل و فطرت سے بعید ہے اس کی نسبت بھی ا
سبحانہ کی طرف نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ام نجعل الذین امنوا و
الصالحات کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کالفج
کیا ہم ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو زمین میں فساد کرنے
والوں کی طرح کر دیں کیا پرہیزگاروں کو بدکرداروں جیسا کر دیں ۔ دیکھ

AsliAhleSunnet.com

اللہ تعالیٰ نے عقل وفکر کو کس طرح متنبہ کیا ہے جس میں اللہ نے ان چیزوں کو ایک حکم دینے یا ان میں فرق کرنے کی صلاحیت ودیعت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے نازل کرنے کے ساتھ ان سب چیزوں کو میزان، مصاحب اور وزیر بنا کر بھیجا ہے اللہ نے فرمایا: اللہ الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان اللہ ہے جس نے کتاب کو حق اور میزان کے ساتھ اتارا نیز ارشاد فرمایا لقد ارسلنا رسلنا بالبینات وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط ہم نے اپنے رسول دلائل کے ساتھ بھیجے ان کے ساتھ کتاب اور میزان اتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں نیز ارشاد فرمایا الرحمٰن! علم القرآن رحمٰن جس نے قرآن سکھایا ...... اور وہی کتاب ہے ..... آگے فرمایا والسماء رفعھا ووضع المیزان اور آسمان کو بلند کیا اور میزان رکھی۔ میزان عدل ہے اور وہ آلہ ہے جس سے عدل معلوم کیا جاتا ہے یا عدل کا مخالف پہلو جانا جاتا ہے اور قیاس صحیح وہی میزان ہے (۱/۳۴۱، ۳۴۱ اعلام الموقعین۔ ۳۴۳/۹، ۲۰ مجموع فتاوی ابن تیمیہ)

شریعت کے اثباتی احکامات کا جب ہم تتبع کرتے ہیں تو ہمیں سب کے سب دو ہم مثل چیزوں کو مساوی کرنے، نظیر کو نظیر سے ملانے، کسی چیز کو اس کے مثل کی طرح سمجھنے، دو مختلف چیزوں میں تفریق کرنے اور دونوں کو ایک دوسرے کے برابر نہ کرنے پر مشتمل نظر آتے ہیں۔ اللہ کی شریعت اس بات سے پاک ہے کہ کسی چیز میں کوئی خرابی ہونے کے سبب سے اس سے منع کرے۔ پھر اسی خرابی یا

AsliAhleSunnet.com

اس کے مثل یا اس سے زیادہ پر مشتمل دوسری چیز مباح کردے شریعت سے جو شخص ایسی بات جائز ٹھہرائے اس نے اسے سمجھا ہی نہیں اور نہ ہی اس کی کما حقہ قدر کی یہ بات گمان سے بعید ہے کہ شریعت مکلف کی ضرورت اور مصلحت کی بنا پر کسی چیز کو مباح کرے پھر جو شخص اس کا شدید ضرورت مند ہو اس کے لئے حرام ٹھہرا دے جبکہ مصلحت اس کی اباحت کے لئے زیادہ ظاہر ہے یہ محال تر بات ہے (۱/۱۳۲ اعلام الموقعین)

② عقلاً واجب کہنے والوں کے دلائل

۱ - شاطبی نے ان کے متعلق استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے: زمانے میں واقعات بے شمار رونما ہوتے ہیں جو محدود دلائل کے تحت نہیں آسکتے اسی لئے اجتہاد کے باب میں قیاس وغیرہ کی ضرورت پڑی۔ ایسے واقعات کا پایا جانا ضروری ہے جن کا حکم نص سے نہ معلوم ہو اور نہ گذشتہ لوگوں کا اس میں کوئی اجتہاد ہو۔ ایسی صورت میں یا تو لوگوں کو ان کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے یا بغیر شرعی اجتہاد کے ان پر غور وفکر کیا جائے لیکن یہ خواہشات کی پیروی اور فساد ہے پھر انجام کار یہ سلسلہ دراز تر ہو جائیگا اور یہ شریعت کی پابندی ختم کردینے کے ہم معنی ہے جو تکلیف مالا یطاق کی حد تک پہونچا دے گا، اس لئے ہر دور میں اجتہاد کی ضرورت ہے کیونکہ واقعات وحادثات کسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں

AsliAhleSunnet.com

ہوتے رہے ۴/۶۶ الموافقات للشاطبی)

ابن رشد بدایۃ المجتہد ۱/۳ میں لکھتے ہیں: لیکن شارع نے جن چیزوں کے احکام سے سکوت اختیار کیا ہے ان کے متعلق جمہور کا قول ہے کہ ان کی واقفیت کے لئے قیاس ضروری ہے۔ اہل ظاہر کا قول ہے کہ قیاس شریعت میں باطل ہے شارع نے جس چیز سے سکوت اختیار کیا ہے اس کا کوئی حکم نہیں ہے۔

آگے ان کی تردید میں لکھتے ہیں: لیکن عقل اس کے ثبوت کی گواہ ہے ..... پھر عقلی دلیل بیان کرتے ہیں: لوگوں میں واقعات لاتعداد رونما ہوتے ہیں اور نصوص وافعال محدود ہیں اور یہ بات محال ہے کہ غیر محدود کو محدود کے مقابل لایا جاسکے۔

غزالی نے اس طریقہ استدلال کو کمزور ثابت کیا ہے اس لئے کہ ان کا استدلال دو مقدمے سے پورا ہوتا ہے ایک کلیہ ہے جیسے ہم کہیں کل مطعوم ربوی ہر کھانے کی چیز میں ربو ہو سکتا ہے۔ دوسرا جزئیہ ہے جیسے ہم کہیں ھذالنبات مطعوم یہ سبزی کھانے کی ہے جزئی مقدمے کی مثالیں بے شمار ہوتی ہیں لہٰذا ان میں اجتہاد لازم ہے لیکن یہ اجتہاد مناط حکم تلاش کرنے میں ہوگا اور یہ قیاس نہیں ہے لیکن مقدمہ کلیہ مناط حکم اور اس کے روابط پر مشتمل ہوتا ہے جس پر کلی روابط سے نص وارد کرنا ممکن ہوتا ہے جیسے لاتبیعوا البر بالبر گیہوں کو گیہوں کے بدلے نہ بیچو کی جگہ پر کل مطعوم ربوی کہا جائے اور

AsliAhleSunnet.com

ان عام الفاظ کے وارد ہونے پر مناط حکم کے استنباط اور قیاس سے بھی استغنا ہوجاتا ہے (۲/۵۷ المستصفیٰ)

ان کے استدلال کو کمزور ثابت کرنے کی ایک دوسری وجہ بھی بتائی ہے لکھتے ہیں: حکم سے تمام صورتوں کا استیعاب ضروری نہیں ہے اور حکم سے بعض کا چھوٹ جانا محال نہیں ہے مقدمہ جزئی میں بھی ممکن ہے کہ وہ یقین کی طرف لوٹا دیا جائے گویا یوں کہا جائے گا کہ جس کی صداقت تم پر واضح ہو جائے یا اس کے مطعوم یا مسکر ہونے کا تمہیں یقین ہو جائے تو اس کے ساتھ اس کا حکم لگا دو اور اگر تمہیں یقین نہ ہو تو اسے اصل کے حکم پر چھوڑ دو (۲/۵۷ المستصفیٰ)

غزالی نے جو کچھ کہا ہے نظری اعتبار سے مسلم ہے لیکن عملی طور پر وہ واقع نہیں ہو سکتا بہت سے واقعات مقدمہ کلی کی بنیاد پر منصوص نہیں ہیں جیسے دادا اور اس کے مثل کی میراث لہذا عقل کا تقاضا ہے کہ یہ حکم سے خالی نہ ہو (روضۃ الناظر لابن قدامہ ۱۴۸)

اس کا جواب اس طرح دیا جاتا ہے کہ عمومی چیزوں پر نص وارد کرنے کا جواز وجوب عقلی کی نفی کرتا ہے

ب جب گمان غالب ہو کہ قیاس پر عمل کرنے اور اس کے ذریعہ حکم ثابت کرنے سے مصلحت حاصل ہو سکتی ہے اور یہ کہ یہ چیز ضرر کو دور کرنے والی ہے تو عقل واجب قرار دیتی ہے کہ مصلحت کو حاصل کرنے کے لئے اور

AsliAhleSunnet.com

ضرر کو دور کرنے کے لئے ایسا کیا جائے جس طرح دیوار کے پاس سے ہٹ جانا جب ہمیں اس کے گرنے کا گمان ہو ضروری ہے۔

مخالفین کا کہنا ہے کہ یہ بات صلاح اور اصلح کی رعایت کے وجوب پر مبنی ہے اور یہ باطل ہے (النبراس ۱۸۸)

(۳) عقلاً جائز کہنے والوں کے دلائل

یہی جمہور کا مذہب ہے ان کا کہنا ہے کہ اس پر عمل پیرا ہونا محال نہیں ہے اور محال کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ عقل و منطق کا فیصلہ ہے کہ ہم مثل چیزوں کا اعتبار ضروری ہے یعنی دو ہم مثل چیزوں میں یکسانیت ہونی چاہیئے۔ یہ قطعی طور پر واضح چیز ہے اس کا انکار مکابرہ میں داخل ہے۔

کیا شرعاً قیاس کا حکم ہے

گذشتہ صفحات میں ہم نے محال یا وجوب یا جواز عقلی کے قائلین کے دلائل کا جائزہ لیا اب شرعاً اس کے ثبوت کے قائلین پھر اس کی نفی کرنے والوں کی دلیلوں کا جائزہ لیں گے۔

ثابت کرنے والوں کے دلائل

قیاس کو شرعاً ثابت کرنے والوں نے کتاب و سنت سے دلائل استنباط

AsliAhleSunnet.com

کر کے اور امام شافعی کے قول سے عقل و منطق کے ذریعہ رہنمائی حاصل کر کے استدلال کیا ہے امام شافعی کہتے ہیں : قیاس کو ہم نے کتاب و سنت اور آثار سے استدلال کر کے حاصل کیا ہے (الرسالہ ۲۱۸)

قرآنی استدلال

قرآن سے ان کے استدلال کا ماخذ بیان کرنے سے پہلے ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ قیاس کا لفظ قرآن میں مدح یا ذم کسی پہلو سے نہیں آیا ہے، نہ اس کا حکم دیا ہے نہ منع کیا ہے اور شاید اس کا سبب یہ ہے کہ قیاس حق اور باطل پسندیدہ اور ناپسندیدہ دونوں طرح کا پایا جاتا ہے۔

لیکن قرآن میں ایسے الفاظ ضرور آئے ہیں جو قیاس صحیح کو شامل یا اس پر دلالت کرتے ہیں۔ اعلام الموقعین ص ۱۴۳، ۱۴۴ میں مذکور ہے: قیاس صحیح میزان ہے لہذا اس کا یہی نام بہتر ہے یہ تعریفی نام ہے ہر شخص پر امکان کے مطابق واجب ہے اور میزان عدل ہے اور وہ آلہ ہے جس سے عدل یا اس کا مخالف پہلو جانا جاتا ہے اور قیاس صحیح کا نام میزان ہے۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: قیاس صحیح حق ہے، اللہ نے اپنے رسولوں کو عدل کے ساتھ بھیجا اور کتاب کے ساتھ میزان اتاری اور میزان عدل اور جس سے عدل کی معرفت حاصل ہو دونوں کو شامل ہے (مجموع الفتاوی ۱۹/۱۷۶)

AsliAhleSunnet.com

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: جب یہ بات جان لی گئی کہ عدل، برابری، تمثیل، قیاس، اعتبار، تشریک، تشبیہ، تنظیر ایک جنس سے ہیں تو ان ناموں سے قیاس صحیح عقلی و شرعی پر استدلال کیا جائے گا (مجموع الفتاوی ۲۰/۸۲)

قیاس کو قرآن سے ثابت کرنیوالوں کا استدلال چند وجوہ سے ہے۔

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ قرآن نے قیاس کی طرف رہنمائی کی ہے۔ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ قرآن نے قیاس صحیح کا اس کے عدل ہونے کی وجہ سے حکم دیا ہے۔ قیاس صحیح یہ ہے: کسی ایسی چیز کو جس کے حکم پر کوئی نص وارد نہ ہو ایسی چیز سے ملانا جس کے حکم پر نص وارد ہے حکم کی علت میں دونوں کے مشترک ہونے کی وجہ سے۔ جن احکامات میں یکسانیت لازم ہے قیاس ان کے توابع میں سے ہے ہم علامہ ابن قیم کی کچھ تحریریں پیش کر رہے ہیں تاکہ قرآن سے استدلال کا پہلو واضح ہو جائے لکھتے ہیں:

اللہ تعالی نے اس معاملے میں اپنے بندوں کو بہت سے مقامات پر ہدایت کی ہے اور پہلی تخلیق پر دوسری تخلیق کو قیاس کیا ہے، پہلی کو اصل اور دوسری کو فرع ٹھہرایا ہے، روئیدگی کے ذریعہ زمین کی زندگی پر موت کے بعد مردوں کے زندہ ہونے کو قیاس کیا ہے اور آسمان و زمین کی تخلیق پر دوبارہ پیدا کرنے کا قیاس کیا ہے، جس کے دشمنان اسلام منکر تھے

AsliAhleSunnet.com

اور اسے قیاس اولیٰ قرار دیا ہے جس طرح پہلی تخلیق پر دوسری تخلیق کے قیاس کو قیاس اولی مانا ہے۔ حیات بعد الموت کو نیند سے بیداری پر قیاس کیا ہے اور اس کے لئے بہت سی مثالیں مختلف نوع سے بیان کی ہیں۔

یہ سب عقلی قیاس ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بندوں کو متنبہ کرتا ہے کہ کسی چیز کا حکم اس کے مثل کے حکم کی طرح ہے۔ تمام مثالیں قیاس ہیں ان کے ذریعہ نظیر اور جس کی نظیر لائی جائے دونوں کا حکم جانا جاتا ہے قرآن نے چالیس سے زائد مثالیں بیان کی ہیں جو کسی چیز کو اس کی نظیر کے مشابہ کرنے اور حکم میں دونوں کو برابر کرنے پر مشتمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کر رہے ہیں اسے صرف جاننے والے ہی سمجھ سکتے ہیں لہذا مثالوں میں قیاس کرنا عقل کے خاصے میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی فطرت میں دو ہم مثل چیزوں میں یکسانیت پیدا کرنے اور ان میں تفریق سے انکار کرنے دو مختلف چیزوں میں فرق کرنے اور دونوں کو جمع کرنے سے انکار کرنا ودیعت کیا ہے۔

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ قیاس علت اور قیاس جلی دونوں قرآن میں آئے ہیں لکھتے ہیں:

قیاس علت قرآن میں کئی مقامات پر آیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

AsliAhleSunnet.com

وان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون ،، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی طرح ہے جس کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس سے کہا ہو جا پس وہ ہو گیا اللہ تعالیٰ نے پیدائش میں عیسیٰ کو آدم کا نظیر بتایا اس لیے کہ ان دونوں میں ایک مشترک معنی ہے جس سے تمام موجودات کا وجود بھی متعلق ہے یعنی چار و ناچار اللہ کی مشیت اور قانون پیدائش کی تابعداری لہذا جو شخص آدم کے بغیر ماں اور باپ کے اور حوا کے بغیر ماں کے وجود میں آنے کا قائل ہے وہ عیسیٰ کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کا کس طرح انکار کر سکتا ہے۔ لہذا عیسیٰ اور آدم دونوں نظیر ہیں ان کے مابین اس مفہوم سے ربط پیدا ہوتا ہے جس کے ساتھ ایجاد اور خلق کو متعلق کرنا صحیح ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قد خلت من قبلکم سنن فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین: تم سے پہلے بہت سے طریقے گذر چکے ہیں تم زمین میں چلو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔ یعنی تم سے پہلے تمہاری طرح کی قومیں تھیں ان کے برے انجام دیکھو اور سمجھو کہ اس کا سبب اللہ و رسول کو ان کا جھٹلانا تھا وہ اصل تھے تم فرع ہو۔ علت مشترک تکذیب ہے اور حکم ہلاکت ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وربک الغنی ذو الرحمۃ ان

AsliAhleSunnet.com

يشاء يذهبكم ويستخلف من بعدكم ما يشاء كما انشأكم من ذرية قوم آخرين: اور تیرا رب بے پروا رحمت والا ہے اگر چاہے تو تمہیں ختم کر کے تمہارے بعد جس کو چاہے لے آئے جس طرح تمہیں دوسری قوم کی ذریت سے پیدا کیا۔ یہ قیاس جلی ہے اللہ تعالےٰ فرما رہا ہے کہ: اگر میں چاہوں تو تمہیں میٹ کر دوسروں کو لے آؤں جس طرح دوسروں کے بعد تمہیں لے آیا اس میں قیاس کے چاروں ارکان کا ذکر فرمایا حکم کی علت یعنی اس کی مشیت کا عموم اور کمال ہے یہ دوسرا رکن ہے یعنی ان کو میٹ کر دوسروں کو لانا اور تیسرا رکن ہے اصل یعنی جو لوگ پہلے تھے اور چوتھا رکن ہے فرع جس سے مخاطب مراد ہے (۱/۱۴۹ اعلام الموقعین)

ابن تیمیہ نے اپنے تلمیذ ابن قیم سے پہلے ہی اس طریقہ استدلال کو یوں بیان کیا ہے:

قیاس ایک مجمل لفظ ہے جس میں صحیح اور غلط دونوں قیاس داخل ہیں صحیح قیاس وہ ہے جسے شریعت نے بیان کیا ہے یعنی دو ہم مثل چیزوں کو اکٹھا کرنا اور دو مختلف چیزوں میں فرق کرنا پہلے کا نام قیاس طرد ہے اور دوسرے کا قیاس عکس یہ ایسا عدل ہے جس کو دیکر اللہ نے اپنے رسول کو بھیجا ہے۔ لہذا قیاس صحیح وہ ہے کہ اصل کے حکم میں پائی جانے والی علت فرع میں بھی موجود ہو، کوئی ایسا معارض نہ ہو جو فرع

AsliAhleSunnet.com

ہیں اس حکم سے باز رکھے اس طرح کے قیاس کی مخالفت شریعت
کبھی نہیں کرتی فارق کو دور کر کے قیاس کرنا اس طرح کہ دونوں صورتوں
میں شریعت میں کوئی موثر فرق نہ ہو ایسے قیاس کی شریعت مخالف نہیں ہے۔
اور جہاں شریعت کسی نوع کے حکم کی خصوصیت بیان کرے جو اس
کے نظائر سے الگ کرنے والا ہو ایسی صورت میں ضروری ہے کہ وہ نوع
ایسے وصف سے خاص ہو جو حکم کی خصوصیت کو لازم کر دے اس طور
پر کہ دوسری نوع سے اس کی مساوات قائم نہ ہو سکے (کتاب القیاس
لابن تیمیہ ص ۱۷)

قرآن سے استدلال کا یہ وسیع مسلک جسے ابن تیمیہ اور ابن قیم نے اختیار کیا
ہے اسے ابن عبدالبر ان دونوں سے پہلے اختیار کر چکے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:
قیاس تشبیہ اور تمثیل کا تعلق عربی کی اس فصیح زبان سے ہے جس میں
قرآن نازل ہوا دیکھئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: کَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ
گویا کہ وہ موتی اور مونگا ہیں نیز کَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ نیز مَثَلُ
نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ یعنی مومن کے دل کی مثال ایسے ہے
جیسے طاق ہو اور اس میں چراغ رکھا ہو نیز کَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا
يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ گویا کہ جس دن وعدہ
کی ہوئی چیز دیکھیں گے صرف دن کا ایک حصہ ہی ٹھہرے تھے

AsliAhleSunnet.com

نیز فسقناہ الی بلد میت فاحیینا بہ الارض بعد موتہا کذالک النشور پھر ہم نے اسے چلایا مردہ زمین کی طرف تو مردنی کے بعد ہم نے اسے زندہ کر دیا اسی طرح حشر و نشر بھی ہوگا نیز فاحیینا بہ بلدۃ میتا کذالک الخروج ہم نے اس کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کر دیا اسی طرح دوبارہ نکلنا ہوگا۔ اسی طرح کی اور بہت سی مثالیں یکسانیت اور نظیر کو نظیر کا حکم دینے کے لئے بیان کی گئی ہیں ان مثالوں اور ان جیسی دیگر مثالوں میں مشابہت بعض معانی میں ہوتی ہے اور اسی پر حکم جاری ہوتا ہے اگر مشابہت تمام وجوہ سے ہو جائے تو بعینہ وہی چیز ہو جائے گی اور ان میں کبھی مغایرت نہیں پائی جائے گی نشر زمین کے مردہ ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی طرح صرف ایک اعتبار سے ہے اور اسی پر حکم جاری ہوا ہے ایسے ہی بدلے کی بھڑ ہر اعتبار سے شکار کے مشابہ نہیں ہے۔ نیز کافروں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کانہم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ گویا کہ وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں جو کسی شیر کو دیکھ کر بھاگ پڑے ہیں یا اللہ کا فرمان ان ھم الا کالانعام یہ بالکل چوپائے جیسے ہیں ان دونوں آیتوں میں تشبیہ دل کے اندھاپن اور جہالت کے اعتبار سے ہے (۲ / ۸۴، ۸۵ جامع بیان العلم)

امام شافعی کے تلمیذ مزنی نے ابن قیم، ابن تیمیہ اور ابن عبد البر سے پہلے

AsliAhleSunnet.com

آن سے اس طریقہ استدلال کو اختیار کیا ہے لکھتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لیکر آج تک فقہار نے تمام احکامات دینیہ میں قیاس کا استعمال کیا ہے اور اس بات پر اجماع ہے کہ حق کی نظیر حق ہے اور باطل کی نظیر باطل ہے کسی کے لئے قیاس کا انکار جائز نہیں ہے کیونکہ وہ معاملات کی تشبیہ اور تمثیل ہے ۔ صحیح بات یہی ہے کہ کسی چیز کو اس کے مشابہ سے قیاس کرنا اور ایک نظیر کو دوسری نظیر سے ملانا انسان کی فطرت میں جاگزیں ہے عقل اس کا اقرار کرتی ہے ۔ ایک جاہلی شاعر کہتا ہے

یا ایہا السائل عما مضیٰ

من علم ھذا الزمن الذاھب

اے گذرے ہوئے زمانے کے علم کے بارے میں سوال کرنے والے

ان کنت تبغی العلم او نحوہ

فی شاھد یخبر عن غائب

اگر تم علم یا اس جیسی چیز کو اس موجود میں ڈھونڈھنا چاہتے ہو جو غائب کی خبر دے رہا ہے ۔

فاعتبر الشیٔ باشباھہ

واعتبر الصاحب بالصاحب

AsliAhleSunnet.com

توایک چیز کو اس کے مشابہ چیز سے یا ایک ساتھی کا دوسرے ساتھی سے اعتبار کرو

دوسرے شاعر نے کہا

وقس علی الشی با مشکالہ

یدلک الشیٔ علی الشیٔ

کسی چیز کو اسکی ہم شکل چیزوں سے قیاس کرو، ایک چیز تمھیں دوسری چیز کو بتائے گی

قرآنی استدلال کا دوسرا طریقہ

ایسی آیات جن سے قیاس کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور اصولیوں نے ان آیتوں سے قیاس کی حجیت کو مستنبط کیا ہے۔

۱ ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ، فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۔ اے ایمان لانے والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنوں میں سے صاحب حکم لوگوں کی اطاعت کرو اگر کسی معاملہ میں آپس میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور قیامت پر یقین رکھتے ہو یہ بہتر اور انجام کے لئے اچھا ہے۔

امام شافعی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ

AsliAhleSunnet.com

…م کے بعد جس نے تنازع کیا تو معاملہ اللہ کے فیصلے پھر رسول کے فیصلے کی طرف
…یا جائے گا اگر ان کے تنازع کے معاملے میں دونوں یا ایک کے متعلق بھی نص قضا
…ہو تو دونوں میں سے کسی ایک پر قیاس کے لئے اسے لوٹا دو (۱۸ الرسالۃ)

ب ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولو ردوہ الی الرسول والی
…لی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم اگر
…ن معاملے کو رسول اور اپنے میں سے صاحب حکم کی طرف لوٹا دیں تو اسے وہ لوگ
…ن لیں جو اس سے استنباط حکم کریں ۔

علماء نے لکھا ہے کہ اولی الامر علماء ہیں اور استنباط قیاس ہے (۲۰۱
…شاد الفحول للشوکانی)

ج ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ھو الذی اخرج الذین کفروا
…ن اھل الکتاب من دیارھم لاول الحشر ما ظننتم
…ن یخرجوا وظنوا انہم مانعتہم حصونہم من اللہ فاتاھم
…للہ من حیث لم یحتسبوا وقذف فی قلوبہم الرعب یخربون
…یوتہم بایدیہم وایدی المومنین فاعتبروا یا اولی الابصا…
…ہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو ان کے گھروں سے نکالا ہے پہلے حشر کے لئے
…مھارا گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے ۔ ان کا گمان تھا کہ ان کے قلعے اللہ کی پکڑ سے روکیں
…نے پس اللہ کا حکم بے گمان راستے سے آیا ان کے دلوں میں رعب بھر دیا کہ وہ

AsliAhleSunnet.com

اپنے گھر خود اپنے اور مومنوں کے ہاتھوں اجاڑنے لگے اے آنکھ والو نصیحت حاصل کرو۔

اکثر اصولیوں نے قرآن پاک سے قیاس کی حجیت کا استدلال اسی آیت کریمہ سے کیا ہے اس آیت کریمہ میں دلالت کا مقام فاعتبروا یا اولی الابصار ہے وجہ دلالت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ تعالےٰ نے بنی نضیر کے کافروں کی حالت بیان کی پھر بے گمان راستے سے ان پر اللہ کا جو عذاب آیا اس کا بیان کیا پھر فرمایا: فاعتبروا یا اولی الابصار یعنی تم خود کو ان پر قیاس کرو اس لئے کہ تم بھی انھیں جیسے انسان ہو اگر تم نے انھیں جیسا کام کیا تو تم پر بھی انھیں جیسا عذاب نازل ہوگا

یہ چیز اس بات کی دلالت ہے کہ اللہ کا نعمت نازل کرنے یا انتقام لینے یا تمام احکامات ہیں جو طریقہ ہے بہ کچھ ایسے مقدمات کا نتیجہ ہے جو ان کا سبب ہے اور قیاس سنت الٰہی پر چلنے ہی کا نام ہے اور مسبب کو کسی بھی مقام پر سبب کے ساتھ جوڑنے کو قیاس کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا قول فاعتبروا اسی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اعتبار ایک چیز کو اس کی نظیر کی طرف لوٹانے کو کہتے ہیں یا تبیین، انتقال اور مجاوزت کو کہتے ہیں۔

صاحب کشف الاسرار علی اصول البزدوی لکھتے ہیں:

ہمیں اعتبار کا حکم دیا گیا ہے اور یہ ایک چیز کو اسکی نظیر کی طرف لوٹا کر ہوتا ہے ایسے ہی ثعلب سے مروی ہے اسی لئے وہ اصل کو جس کی طرف

AsliAhleSunnet.com

نظریں لوٹائی جاتی ہیں. عبرت کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ میں نے اس کپڑے کو اس کپڑے سے "اعتبار" کیا یعنی مقدار میں یکساں کیا اسی کا نام قیاس ہے یہ ایک شئی کو نظیر کے مطابق کرنا ہے لہذا اس نص کے ذریعہ اس کا حکم ثابت ہوگا۔

آگے لکھتے ہیں کہ اعتبار وضاحت کو کہتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
ان کنتم للرویاء تعبرون اگر ہو تم خوابوں کی تعبیر بتانے والے یعنی وضاحت کرنے والے اور جو تبین ہماری طرف مضاف ہوتا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ منصوص کے مفہوم میں غور وفکر کرنا تاکہ اس کے ذریعہ اس کی نظیر کا حکم ظاہر ہو. یہی شمس الائمہ نے بھی لکھا ہے۔

پھر لکھتے ہیں قیاس کسی چیز کو اس کی نظیر کی طرف لوٹانے کو کہتے ہیں اس رح وہ نظیر حکم میں داخل ہوگی۔

آگے لکھتے ہیں بعض اصولیوں نے ذکر کیا ہے کہ اعتبار ایک چیز سے دسری چیز کی طرف تجاوز کرنے کا نام ہے یہ عبور سے مشتق ہے. جیسے کہتے ہیں ں نے دریا عبور کیا یعنی اسے قطع کیا اور معبر کشتی یا پل کو کہتے ہیں جن سے پار ہاجاتا ہے اور العبرۃ آنسو کو کہتے ہیں جو پلک کو عبور کرکے بہتا ہے اور ہتے ہیں خواب کی تعبیر بیان کی یعنی اس سے متعلق اور لازم امر کی طرف تجاوز یاان روزمروں سے یہ ثابت ہوا کہ اعتبار فی الواقع غیر کی طرف تجاوز کرنے

AsliAhleSunnet.com

کو کہتے ہیں اور یہ قیاس میں ثابت ہے اس لئے کہ قیاس میں اصل کے حکم سے
فرع کے حکم کی طرف عبور کیا جاتا ہے اس طرح وہ حکم کے تحت داخل ہوتا ہے

قرآنی استدلال کا تیسرا طریقہ

قرآن احکامات کی علت بیان کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے اور حکم کے
ذکر کے وقت بعض کی علت اور مقصد بھی بیان کرتا ہے قرآن نے قصاص کی
حکمت بیان کی ولکم فی القصاص حیاۃ اور تمہارے لئے قصاص میں
زندگی ہے۔

اور غنیمت کو مستحقین میں تقسیم کرنے کی حکمت کی علت بیان کی کید
یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم تاکہ یہ مال تم میں سے مالدار کے اختیا
ہی میں دائر و سائر نہ رہے (حشر)

شراب اور جوا حرام کرنے کی علت بیان کی: انما یرید الشیطان
ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم
عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون بے شبہ شیطان
شراب اور جوے کے ذریعہ تمہارے آپس میں دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے
اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روکنا چاہتا ہے تو کیا تم اس سے رک جاؤ گے

AsliAhleSunnet.com

۲ حدیث سے استدلال

قیاس کے ثابت کرنے کے لئے سنت سے استدلال کرنے والوں کے ہم تین طریقے متعین کر سکتے ہیں (۱) پہلا طریقہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احکام میں قیاس استعمال کرنا۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیاس کو استعمال فرمانے کی مثال خثعمیہ عورت کو آپ کا جواب ہے جس نے اپنی ماں کی طرف سے حج بدل کے متعلق آپ سے سوال کیا تھا جو کہ حج کی نذر مان کر انتقال کر گئی تھی آپ نے فرمایا تھا ارأیت لو کان علی امك دین اکنت قاضیۃ قالت نعم قال فاقضوا الذی لہ فان اللہ احق بالوفاء تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہاری ماں پر قرضہ ہوتا تو تم اسے ادا کرتیں؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ قرض جس کا ہے اسے ادا کر کیونکہ اللہ ادائیگی کا سب سے بڑا حقدار ہے۔

ابن بطال نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے قیاس کو مشروع فرمایا ہے (۱۳/۲۹۱ فتح الباری)

ابن قدامہ نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے یہ اللہ کے قرض کو مخلوق کے قرض پر قیاس کرنے کی تنبیہ ہے (روضۃ الناظر ۱۵۱)

AsliAhleSunnet.com

(۲) حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: قبلت وانا صائم قال له "ارأیت لو تمضمضت بماء وانت صائم؟ قال عمر لا بأس بذالک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففید (۱/۲۱، ۵۲، مسند احمد - ۲/۸۱، ۸۲، جامع بیان العلم) میں نے بوسہ لیا اور روزے کی حالت میں تھا آپ نے ان سے فرمایا کیا خیال ہے اگر بحالت روزہ پانی سے کلی کر دحضرت عمر نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں ہے آپ نے فرمایا اس میں بھی یہی معاملہ ہے۔

ابن قیمؒ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر ایک مثل کا حکم دوسرے مثل جیسا نہ ہوتا اور معانی اور علتیں نفی و اثبات سے احکام میں موثر نہ ہوتیں تو اس تشبیہ کے ذکر کا کوئی معنی نہ ہوتا اسے اس لئے ذکر کیا تاکہ اس سے یہ بتایا جائے کہ نظیر کا حکم اس کے مثل کا حکم ہے اور بوسے کی نسبت جو جماع کا ذریعہ ہے منہ میں پانی رکھنے کی نسبت کی طرح ہے جو پینے کا ذریعہ ہے لہذا جس طرح یہ باعث خرابی نہیں اسی طرح وہ بھی نہیں ہے (۱/۲۱۸ اعلام الموقعین)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ و فی بضع احدکم صدقة، قالوا یا رسول اللہ یاتی احدنا شہوته و یکون له فیها اجر؟ قال: ارأیتم لو وضعها فی حرام کان علیه وزر

قالوا! نعم " فکذالک اذا وضعہا فی الحلال کان لہ اجر (۷/۹۲)

شرح مسلم للنووی، تمہارے جماع میں صدقہ ہے صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول آدمی اپنی شہوت کے لئے ایسا کرتا ہے اس پر اسے اجر ملے گا؟ فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر وہی کام حرام طریقے پر کرتا تو کیا اسے گناہ نہ ہوتا صحابہ نے کہا ہاں ہوتا آپ نے فرمایا اسی طرح جب حلال طریقے پر ایسا کیا تو اسے اجر ملے گا۔

یہ واضح اور جلی قیاس عکس ہے یعنی اصل کے حکم کی نقیض کو فرع میں اصل کی علت کی ضد ثابت ہونے کی وجہ سے فرع میں اصل کے حکم کی نقیض کو ثابت کرنا امام نووی کہتے ہیں: حدیث میں مذکور قیاس قیاس عکس ہے علماء اصول نے اس پر عمل کرنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے اور یہ حدیث اس پر عمل کرنے والے کے لئے دلیل ہے اور یہ صحیح ہے۔

(۴) ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میری عورت نے سیاہ فام بچہ جنا ہے اور میں نے اس کا انکار کر دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تیرے پاس اونٹ ہیں اس نے کہا ہاں فرمایا ان کا کیا رنگ ہے؟ صحابی نے کہا سُرخ آپ نے فرمایا کیا اس میں کوئی خاکی رنگ کا ہے؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ کہاں سے آیا اس نے کہا اے اللہ کے رسول اسے رگ نے کھینچا ہے آپ نے فرمایا شاید کہ اسے بھی کسی رگ نے کھینچا ہو آپ نے اس سے انکار کی اجازت نہیں دی (۱۳/۲۵۳ صحیح بخاری فتح الباری ۱۰۰/۱۳۳ شرح مسلم للنووی ۶/۱۷۹ نسائی

AsliAhleSunnet.com

۲/۱۸ جامع بیان العلم)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کا باب اس طرح باندھا ہے

باب من شبه اصلا معلوما باصل مبين قد بين الله حكمه ليفهم السائل۔ اس مسئلے کا باب کہ کوئی کسی معلوم اصل کو کسی واضح کرنے والی اصل کے مشابہ کرے اللہ نے جس کا حکم بیان کر دیا ہو تاکہ سائل سمجھ جائے۔

نووی نے اس پر اس طرح حاشیہ لگایا ہے: اس میں قیاس، ہم مثل چیز سے موافقت اور مثالیں بیان کرنے کا ثبوت ہے (شرح مسلم للنووی ۱۰/۱۳۳)

۲ سنت سے استدلال کا دوسرا طریقہ

جس طرح قرآن نے احکامات کی علت بیان کی ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکامات کی علتوں اور موثر اوصاف کی طرف امت کی رہنمائی کی ہے تاکہ اس سے ربط کا اظہار ہو اور ان کے اوصاف اور علتیں ہم مثل چیزوں میں ثابت ہو سکیں آپ نے فرمایا۔

۱ - انما جعل الاستئذان من اجل البصر اجازت لینے کا حکم نظر کی وجہ سے ہے (بخاری کتاب الاستئذان، صحیح مسلم ۱۴۴/۶ ۱۳)

۲ - آپ نے قربانیوں کا گوشت تین روز سے زیادہ کسی ایک سال میں

AsliAhleSunnet.com

اکٹھا کرنے سے منع فرمایا ہے اسکی حکمت آپ نے بیان فرمائی انما نہیتکم

من اجل الدافۃ (۲/۳۶ موطا ۱۳۰/۱۳ ، ۱۳۱ شرح مسلم للنووی

میں نے تمھیں گروہ کی شکل میں آنے والے اعرابیوں کی خاطر اس سے منع کیا ہے۔

۳ ۔ بلی کے جوٹھے کی علت بیان کرتے ہوئے فرمایا لیست بنجس

انہا من الطوافین علیکم والطوافات ۱/۱۵۳ ، ۱۵۴ ترمذی ۱/۵۵

نسائی) یہ ناپاک نہیں ہے یہ تمھارے یہاں آنے جانے والے جانوروں میں سے ہے

۴ ۔ آپ نے فرمایا ان اللہ ورسولہ ینھیانکم عن لحوم

الحمر فانہا رجس (بخاری ومسلم) اللہ اور اس کے رسول تمھیں

گدھے کے گوشت سے منع کرتے ہیں کیونکہ وہ ناپاک ہے۔

۵ ۔ عضو تناسل کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اس کی علت آپ

نے اس طرح بیان فرمائی ہے ھل ھو الا مضغۃ منہ او بضعۃ منہ یہ بدن کا

ایک ٹکڑا اور حصہ ہے۔

۶ ۔ حضرت حمزہ کی لڑکی کے بارے میں فرمایا انہا ابنۃ اخی من

الرضاع یہ میرے دودھ شریک بھائی کی لڑکی ہے آپ نے اس میں اس علت کا

بیان کیا ہے کہ وہ آپ کے لئے حلال نہیں ہے۔

AsliAhleSunnet.com

(۳) سنت سے استدلال کا تیسرا طریقہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کے اجتہاد کو برقرار رکھنا ہے چنانچہ معاذ کی مشہور حدیث ہے بما ذا تحکم؟ فقال بکتاب اللہ قال: فان لم تجد قال بسنۃ رسول اللہ قال: فان لم تجد؟ قال اجتھد برائی فقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ لما یرضاہ رسول اللہ احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر

آپ نے جب معاذ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا تم کس چیز سے فیصلہ کرو گے کہا کتاب اللہ سے فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ پا سکو کہا سنت رسول اللہ سے فرمایا اگر اس میں نہ پا سکو کہا اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا آپ نے فرمایا الحمد للہ کہ اس نے اپنے رسول کے سفیر کو اپنے رسول کی مرضی کے مطابق بات کی توفیق دی۔

اس میں دلالت کی وجہ یہ ہے کہ معاذ نے واضح کیا کہ وہ ایسے احکامات کے پہچاننے میں جن کا حکم کتاب وسنت میں موجود نہ ہو اجتہاد ورائے سے مدد لیں گے۔ اور قیاس مجتہد کے اجتہاد ہی کو کہتے ہیں معاذ نے جس کی وضاحت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ اس کا انکار نہیں کیا بلکہ اسے اور ثابت فرمایا اور معاذ کی حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد برقرار رکھنا ناقابل انکار ہے۔

AsliAhleSunnet.com

(۳) اجماع سے استدلال

اس کو بہت سے علمار اصول نے ذکر کیا ہے ان میں غزالی بھی ہیں آپ لکھتے ہیں

ان میں سے ایک وہ ہے جو مختلف واقعات کے سلسلے میں ان کے مشورے کی شکل میں ہم تک پہونچا جن میں وہ مصلحتوں اور اصول قیاس کی طرف رجوع کرتے تھے یہ مختلف صورتوں میں منقول ہے خبر متواتر کیطرح علم قطعی کا فائدہ دیتا ہے اس پر علمار نے اجماع کیا ہے اور اجماع حجت قطعی ہے (المنخول ص ۳۲۰)

ابن عقیل حنبلی نے قیاس کے قطعی مسئلے میں صحابہ سے معنوی تواتر کا دعوی کرتے ہوئے کہا ہے اس شرط پر کہ اصول فقہ میں قطعیات کی تلاش کا مطالبہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ احکام سے قریب تر ہیں اور دین کے اصول سے دور ہیں اس لئے ان سے مخالف کو فسق و بدعت کا حکم نہیں لگا سکتے (المسودۃ ۳۶۹)

قیاس کے باب میں ابن قیم نے صحابہ کے اقوال اور ان واقعات کا ذکر کیا ہے جن میں انھوں نے قیاس سے فیصلہ کیا ہے لکھتے ہیں: غرض یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم احکام میں قیاس کا استعمال کرتے تھے مثالوں، نظیروں اور مشابہ چیزوں سے ان کی وضاحت کرتے تھے ان اسانید و آثار میں جو لوگ عیب جوئی کرتے ہیں وہ قابل التفات نہیں ہیں یہ کثرت تعداد و طرق میں تواتر معنوی کی حد تک پہونچی ہوئی

AsliAhleSunnet.com

ہیں جس میں کوئی شک نہیں ہے خواہ خبر بیان کرنے والوں میں ہر فرد اس کی تصدیق نہ کرے دار ۲/۲۳۳ اعلام الموقعین)

امام نووی ارایتم لو وضعها فی حرام والی روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں اس میں قیاس کا جواز ہے اور وہ تمام علمار کا مذہب ہے اس میں اختلاف صرف اہل ظاہر کا ہے جو لائق اعتبار نہیں ہے۔

ابن عبدالبر نے لکھا ہے:

احمد بن حنبل کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے حالانکہ ان سے صراحتاً بطور اجتہاد رائے و قیاس کو استعمال کرنا منقول ہے جو کسی حادثے اور واقعے کے متعلق متعین اصولوں پر کیا جائے اس طریقہ پر دور قدیم و جدید کے علمار رہے ہیں اور اب تک قیاس کی اجازت دیتے آرہے ہیں۔

اس طرح بہت سے ائمہ ہدایت، علم کے منار سلف صالح پیشوایان امت کے قیاس کے مسئلے میں اقوال گذر چکے ہیں جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

سلف کے قیاس اور ان کے اقوال

(۱) حضرت عمرؓ نے قضار کے سلسلے میں جو مکتوب ابو موسیٰ اشعری کو دیا تھا اس میں ذکر ہے ثم اعرف الاشباہ والامثال وقس الامور عند ذالک واعمد الی اقربھا الی اللہ واشبھھا بالحق (احمد، دار قطنی، بیہقی

AsliAhleSunnet.com

(بحوالہ سبل السلام) پھر نظائر و امثال معلوم کرو پھر قیاس کرو اور اللہ اور حق سے قریب تر بات کو اختیار کرو۔

(۲) علی بن ابی طالب نے کہا کل قوم علی بینة من امرھم و مصلحة من انفسھم یزرون علی من سواھم و یعرف الحق بالمقایسة عند ذوی الالباب (اعلام الموقعین الاحکام السلطانیہ ص ۷۱)

ہر قوم اپنے معاملات اور مصالح کو اچھے طریقے پر جانتی ہے اور اپنے سوا دوسروں پر عتاب کرتی ہے اور حق اہل دانش کے یہاں باہم رائے و تمثیل سے معلوم کیا جاتا ہے

(۳) کتب عمر الی شریح اذا اتاک امر فاقض فیہ بما فی کتاب اللہ فان اتاک مالیس فی کتاب اللہ فاقض بما سن فیہ رسول اللہ فان اتاک مالیس فی کتاب اللہ ولم یسن فیہ رسول اللہ فاقض بما اجمع علیہ الناس فان اتاک مالیس فی کتاب اللہ ولم یسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یتکلم فیہ احد فای الامرین شئت فخذ بہ عمر نے شریح کے پاس لکھا کہ جب تمہارے پاس کوئی معاملہ آئے تو اس کا فیصلہ کتاب اللہ سے کرو پھر اگر ایسا معاملہ آئے جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو

ع۱: ابن حزم نے اپنی کتاب الاحکام میں اسکی تضعیف کی ہے ۲/۱۰۰۲ ابن حزم نے محلی ۱/۵۹ میں اس حدیث کو موضوع اور مکذوب ٹھہرایا ہے لیکن محقق شیخ احمد شاکر نے اس رسالے کا ثبوت بہم پہونچایا ہے اور اس کے بہت سے طرق اور اسانید انھوں نے جمع کئے ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

سنت رسول اللہ سے کرو اگر ایسا معاملہ آئے جو کتاب وسنت دونوں میں نہ ہو تو لوگوں کے اجماع سے فیصلہ کرو اگر ایسا معاملہ آئے جس میں کتاب وسنت اور کسی کی رائے بھی نہ ہو تو دونوں امور میں سے جسے چاہو اختیار کر لو۔

۴ ۔ وعن ابن عباس انہ ارسل الی زید بن ثابت افی کتاب اللہ ثلث ما بقی؟ فقال زید: انما اقول برای وتقول برأیک ابن عباس سے مروی ہے کہ انھوں نے زید بن ثابت سے پوچھا کہ کیا باقی ماندہ کا ایک تہائی کتاب اللہ میں موجود ہے؟ زید نے کہا میں اپنی رائے سے کہتا ہوں اور تم اپنی رائے سے کہتے ہو۔

۵ ۔ وسئل ابن عمر عن شیٔ فعلہ ارأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل ھذا او شیٔ رأیتہ؟ قال بل شیٔ رأیتہ (جامع البیان العلم) ابن عمر سے ان کے ایک کام پر پوچھا گیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے یا یہ کام آپ کی رائے کا ہے فرمایا ایسا تو نہیں بلکہ میری رائے ہے۔

۶ ۔ ولقی عمر رجلا فقال: ماصنعت؟ فقال قضی علی وزید بکذا فقال لو کنت انا قاضیا لقضیت بکذا فقال: ما یمنعک والامر الیک؟ قال لو کنت اردک الی کتاب اللہ او سنۃ رسول اللہ لعلمت ولکنی اردک الی رای والرای مشترک فلم ینقض

AsliAhleSunnet.com

ما قال علی وزید (جامع بیان العلم) عمرؓ نے ایک آدمی سے ملاقات کی اور پوچھا کیا ہوا اس نے کہا علی اور زید نے ایسا فیصلہ کیا ہے فرمایا اگر میں فیصلہ کرتا تو اس طرح کرتا اس نے کہا کہ کس چیز نے آپ کو روکا ہے جب کہ معاملہ آپ کے اختیار میں ہے فرمایا اگر میں تمھیں کتاب اور سنت رسول اللہ کی طرف لوٹاتا تو ایسا ہی کرتا لیکن میں تمھیں ایسا کرنے سے اپنی رائے کی طرف لوٹاؤں گا اور رائے مشترک چیز ہے لہذا علی اور زید نے جو کچھ کہا ہے اس کا رد نہیں کیا۔

۷۔ وقاس زید بن ثابت وعلی ابن ابی طالب فی الجد واتفقا فی انہ لا یحجب الاخوۃ فقاسہ علی وشبھہ بسیل انشعبت منہ شعبۃ ثم انشعبت منہ شعبتان وقاسہ زید علی الشجرۃ تشعب منہا غصن وتشعب من الغصن غصنان لان قولہما فی الجد واحد فی انہ یشارک الاخوۃ ولا یحجبہم (جامع بیان العلم ۲/۸۲) زید اور علی بن ابی طالب نے دادا کے بارے میں قیاس کیا دونوں نے اتفاق کیا کہ بھائی محجوب نہیں ہوں گے علی نے اس کا قیاس کیا اور اسے ایسے سیلاب سے مشابہ ٹھہرایا جس سے ایک شاخ نکلی پھر اس سے دو شاخیں نکلیں۔ زید نے اس کا قیاس درخت سے کیا جس سے ایک ڈالی نکلی اور اس سے دو ڈالیاں نکلیں اس لئے کہ دادا کے متعلق دونوں کے قول ایک ہیں کہ وہ بھائیوں کو شامل ہو گا اور انھیں محجوب نہیں کرے گا

AsliAhleSunnet.com

۸ - وقال ابن عباس الاضراس بالاصابع وقال عقلهم سواء اعتبرها (۲/۸۲ جامع بیان العلم) ڈاڑھ کا بدلہ انگلیوں سے اور کہا کہ دونوں کی دیت برابر ہے اس طرح انھوں نے ایک پر دوسرے کا اعتبار کیا۔

۹ - حضرت علی بن ابی طالب نے شراب پینے کو تہمت لگانے پر قیاس کیا ہے فرماتے ہیں من شرب هذی ومن هذی افتری فاری علیه حد المفتری ؏ جس نے شراب پی اس نے بک جھک کیا اور جس نے بک جھک کی وہ جھوٹ بولا اس لئے وہ بہتان تراشی کی حد کا مستحق ہے۔

۱۰ - قیل لعمران سمرة اخذ من تجار الیهود الخمر من العشور وخلطها فقال قاتل الله سمرة اما علم ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لعن الله الیهود حرمت علیهم الشحوم فباعوها واکلوا اثمانها فقاس

؏ ابن حزم نے کتاب الاحکام ۲/۱۰۰۲/۵ میں اس کو ضعیف ٹھہرایا ہے لیکن محقق شیخ احمد شاکر نے کہا اسے دار قطنی نے روایت کیا ہے۔ حاکم نے کہا ہے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اسے شیخین نے بیان نہیں کیا ہے۔ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے ابن حزم نے گمان کیا ہے کہ یحییٰ بن فلیح مجہول قطعی ہے۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہے اسے سعید بن عنبر اور سعید بن ابی مریم سے روایت کیا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

س الخمر علی الشحم وان تحریمھا لثمنھا (۲/ ۵۸، ۵۹ المستصفیٰ)

حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ سمرہ نے یہودی تاجروں سے شراب لے کر اس کا سرکہ بنا لیا ہے
فرمایا اللہ سمرہ کو ہلاک کرے کیا اسے نہیں معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے یہود کو لعنت فرمائی کہ انھوں نے چربی کو بیچا اور اسکی قیمت
کھائی جبکہ یہ ان کے لیے حرام کی گئی تھی۔ حضرت عمرؓ نے شراب کو چربی پر قیاس کیا اور
اس کو حرام قرار دینا اس کی قیمت کے سبب سے ہے۔

۱۱ - وقال الشعبی: انا ناخذ فی زکاۃ البقر فیما زاد علی الاربعین
بالمقاییس (۲/ ۸۲ جامع بیان العلم) شعبی نے کہا ہم گائے کی زکوۃ جب چالیس
سے زیادہ ہو جائیں قیاسی اصول سے لیتے ہیں۔

۱۲ - ابراہیم نخعی کہتے ہیں ما کل نسأل عنہ نحفظہ ولکننا نعرف
الشئ بالشئ ونقیس الشئ بالشئ وفی روایۃ اخری قیل لہ: اکل ما تفتی
الناس سمعتہ؟ قال لا ولکن لبعضہ سمعتہ وقست مالم اسمع علی
ما سمعت (۲/ ۸۲ جامع بیان العلم)

ہم سے جن چیزوں کے بارے میں پوچھا جاتا ہے ان سب کو یاد کیے ہوئے نہیں رہتے بلکہ
ایک چیز کو دوسری چیز سے معلوم کرتے ہیں اور ایک چیز کو دوسری چیز پر قیاس کرتے ہیں
دوسری روایت میں ہے ان سے پوچھا گیا جو کچھ آپ لوگوں کو فتوی دیتے ہیں اکثر
دوسروں سے سنا ہے کہا نہیں بلکہ بعض کو سنا ہے اور جسے نہیں سنا ہے اسے سنے ہوئے پر قیاس

AsliAhleSunnet.com

کیا ہے۔

قیاس کا انکار کرنے والوں کے دلائل

قیاس کا انکار کرنے والوں کا خیال ہے کہ نفی پر استدلال کی انھیں کوئی حاجت نہیں منع کی جگہ پر رک جانا ان کے لئے کافی ہے اس لئے جمہور نے جن دلائل سے قیاس کا استدلال کیا ہے ان کی مذمت کی ہے ان کے سرخیل وعلم بردار ابن حزم ظا ہیں جنھوں نے اہل قیاس پر شدید حملے کئے ہیں اور اپنی کتاب الاحکام فی اصول الاحکام میں ان پر فساد عقل قلت حیار، جہالت، جھوٹ اور خرابی کے الزامات لگائے ہیں اور ان کی تردید میں بہت سی تصنیفات چھوڑی ہیں وہ اپنی کتاب محلی میں لکھتے ہیں: ولا یحل القول بالقیاس فی الدین ولا بالرائی دین میں رائے اور قیاس سے کوئی بات کہنی حلال نہیں ہے (المحلی ۱/۵۶) مزید لکھتے ہیں:

ولو کان القیاس حقا لما اغفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العمل به، ثم من الباطل المتیقن ان یکون القیاس مباحا فی الدین ثم لا یعلمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای شئ نقیس فصح ان القیاس باطل ولا شک فیہ (احکام ابن حزم ۲/۹۸)

اگر قیاس حق ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بے توجہی نہ برتتے پھر یہ یقینی طور پر باطل ہے کہ قیاس دین میں مباح ہو اور رسول اللہ صلی اللہ

AsliAhleSunnet.com

علیہ وسلم ہمیں کوئی ایسی چیز نہ سکھائیں جس سے ہم قیاس کریں لہذا صحیح بات یہ ہے کہ قیاس باطل ہے اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اس قول کا مکمل رد قیاس کے اثبات کی دلیلوں سے ہو جاتا ہے۔

انکار کرنے والوں نے ثابت کرنیوالوں کے آیت شریفہ فاعتبروا یا اولی الابصار سے استدلال کی تردید کی ہے ان کا گمان ہے کہ کسی چیز کو اس کی نظیر کی طرف لوٹانے یا تبیین یا مجاوزت کا اعتبار نہیں ہے بلکہ نصیحت قبول کرنا ہے جس پر اس کا غالب اطلاق ہے نیز اللہ تعالٰے کا فرمان ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار نیز وان لکم فی الانعام لعبرۃ بھی اسی قبیل سے ہے۔

قیاس کرنے والا جو نہ آخرت کے معاملے میں غور وفکر کرتا اور نہ نصیحت پکڑتا ہے اس کے بارے میں یہ کہنا درست ہے کہ وہ غیر معتبر ہے۔

اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اعتبار سے مراد قیاس ہے تو اس کا یہ موقع ومحل نہیں ہو سکتا ہے اس لئے کہ اللہ کے فرمان یخربون بیوتہم بایدیھم وایدی المومنین میں یہ بات متعین ہو جاتی ہے کہ اس سے مراد نصیحت حاصل کرنا ہے اس لئے کہ ایسا کہنا ٹھیک نہیں کہ کہا جائے کہ یخربون بیوتہم بایدیھم وایدی المومنین پھر باجرے کو گیہوں پر قیاس کریں۔

اگر ہم تسلیم کریں کہ اسکی دلالت قیاس پر ہے تو ہم شرعی امور کے بجائے عقلی امور پر محمول کریں گے یا ایسے امور پر جن کی علت ان پر منصوص ہو خطاب

AsliAhleSunnet.com

کے وقت جو لوگ موجود تھے ان کے ساتھ بہ خاص ہو یہ سب احتمالات اس آیت سے استدلال کو اگر باطل نہیں تو ضعیف ضرور قرار دیتے ہیں۔

ان تمام باتوں کی تردید اس سے ہو جاتی ہے کہ نصیحت پزیری عبرت کا معلول ہے اس کی حقیقت نہیں ہے اس لئے نصیحت پزیری کو عبرت پزیری پر مرتب کرنا صحیح ہوتا ہے لہذا کہا جائے گا کہ عبرت حاصل کرو پھر نصیحت حاصل کرو اور اگر اس کا عین ہوتا تو ترتیب اور سیاق کلام درست نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ اعتبار کی حقیقت غیر کی طرف سبقت کرنا اور منتقل ہونا ہے کیونکہ سبقت کا معنی نصیحت پزیری میں ثابت ہے کیونکہ غیر سے نصیحت پکڑنے والا غیر کی حالت جان کر اپنے نفس کے حال کے علم کی طرف لوٹتا ہے۔

نصیحت پزیری غیر کے بغیر ناممکن ہے بلکہ نصیحت کی طرح اس سے اس کا غیر سمجھا جائے گا اس طرح حقیقت میں وہ مشترک معنی میں کر دیا جاتا ہے لیکن قیاس کرنے والے سے جو نصیحت پزیر نہیں ہے اسکی صحت کی نفی ایک بڑے حصے میں اس کی کوتاہی کے سبب سے ہے کیونکہ اعتبار سے اصل مقصد آخرت ہے پس جب اس نے اس میں کوتاہی کی تو کہا جائے گا کہ وہ مجازاً غیر معتبر ہے جس طرح وہ شخص جو قرآنی آیات میں غور و فکر نہیں کرتا اندھا یا بہرا کہا جاتا ہے ایسا اس کے عمل قیاس اختیار کرنے کی بنا پر نہیں ہے

اور یخربون بیوتہم بایدیھم وایدی المومنین جو کہ

AsliAhleSunnet.com

گیا ہے کہ اس میں باجرے کو گیہوں پر قیاس کیا گیا ہے یہ کلام بہت ناقص ہے
کیونکہ قیاس کی اس خصوصیت اور تخریب بیوت میں کوئی مناسبت نہیں ہے
بلکہ اس آیت میں جس چیز کا حکم ہے وہ مطلق اعتبار ہے قیاس شرعی جس کا ایک
جز ہوگا۔ اور یہ کمزور کلام نہیں ہے۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ آیت کی دلالت یہ کہکر رد کردیں کہ آیت
اور ان کے قول تیبسوا الذرۃ علی البر میں کوئی مناسبت نہیں ہے اور اگر
اس کے بدلے میں یہ کہتے کہ اپنے حال کو ان کے حال پر پرکھو اور یہ جانو کہ تم انھیں
کی طرح انسان ہو اگر تم انھیں جیسا کام کروگے تو تم پر بھی وہی عذاب اترے گا
جو ان پر اترا ایسی صورت میں استدلال صحیح اور دلیل واضح ہو جاتی پھر جس چیز
کا حکم ہوا ہے وہ مطلق نصیحت پزیری ہے اور اس کے افراد اس کی ہر ایک کی
طرف نسبت میں برابر ہیں اس لئے اس کو ایسی چیز سے مقید کرنا جس کی علت
منصوص ہو بلا دلیل ہے اور جب خطاب اپنے صیغہ کے ساتھ عام ہو تو خطاب
کے وقت موجود لوگوں کے ساتھ اس کی تخصیص بلا مخصص کے ہے اور اس کا
کوئی اعتبار نہیں ہے۔

حدیث معاذ

انھوں نے معاذ بن جبل کی حدیث سے استدلال کو ضعیف ٹھہرایا ہے

AsliAhleSunnet.com

جیسا کہ ابن حزم نے اپنی کتاب احکام ۲/۴، ۷، ۷، ۹ میں کیا ہے اس لئے کہ اس میں دو مجہول راوی موجود ہیں اور امام بخاری سے تاریخ اوسط کے حوالہ سے اس کی تضعیف نقل کی ہے امام ترمذی نے اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ میرے یہاں اسکی سند متصل نہیں ہے ابن قیم نے اعلام الموقعین میں لکھا ہے:

یہ حدیث اگرچہ غیر معروف لوگوں سے مروی ہے لیکن وہ معاذ کے تلامذہ میں سے ہیں اس لئے یہ بات حدیث کو کوئی ضرر نہیں پہونچا سکتی کیونکہ یہ حدیث کی شہرت پر دلالت کرتی ہے حارث بن عمر نے اصحاب معاذ کی ایک جماعت سے اسے بیان کیا اور یہ شہرت ہیں ایک معروف شخص کی شہرت سے کہیں زیادہ ہے. علم، دین، فضل وصدق میں اصحاب معاذ کی شہرت کسی سے مخفی نہیں ہے انکے اصحاب میں کوئی متہم یا کذاب معروف نہیں ہے نہ مجروح ہے بلکہ وہ مسلمانوں کے بہترین صاحب فضل لوگ ہیں اور اہل علم اس کی نقل میں کوئی شک نہیں کرتے اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ شعبہ اس حدیث کے علم بردار ہیں۔

کچھ ائمہ نے کہا ہے کہ جب شعبہ کو کسی اسناد میں دیکھو تو اسے مضبوطی سے پکڑ لو پھر کچھے ہیں.

ابو بکر خطیب نے کہا کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبادہ بن نسی نے اسے عبدالرحمن بن

AsliAhleSunnet.com

غنم عن معاذ کے طریق سے روایت کی ہے یہ متصل سند ہے۔ اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اہل علم نے اسے نقل کیا ہے اور دلیل پکڑی ہے ان کے نزدیک صحیح ہونے کی وجہ سے ہم نے بھی اسکی صحت کو اختیار کیا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "وارث کے لئے وصیت نہیں ہے" کو ہم نے صحیح مانا ہے دریا کے متعلق آپ کا فرمان ہے اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔ آپ کا فرمان ہے "جب بائع اور مشتری قیمت کے بارے میں اختلاف کریں اور سامان تجارت موجود ہو تو دونوں قسم کھائیں اور بیع کو فسخ کردیں۔ آپ کا فرمان ہے "دیت عاقلہ پر ہے" یہ احادیث اگرچہ اسناد کے اعتبار سے ثابت نہ ہوں لیکن ایک بڑے گروہ نے اپنی ہی طرح ایک بڑے گروہ سے جب انھیں حاصل کیا تو ان کے نزدیک ان کی صحت کی بنا پر اسناد طلب کرنے سے بے پرواہ ہو گئے۔ اسی طرح معاذ کی حدیث ہے کہ جب بہت سے لوگوں نے اس سے استدلال کیا تو اس کی سند طلب کرنے سے بے پرواہ ہو گئے (جامع بیان العلم ۶۹/۲)

ابن عبدالبر جامع بیان العلم میں ۱/۲۲۱ لکھتے ہیں۔

داؤد نے حدیث معاذ کی اسناد پر کلام کیا ہے اور اسے اس بنا پر رد کر دیا ہے کہ وہ معاذ کے غیر معروف اصحاب سے مروی ہے حالانکہ حدیث معاذ صحیح اور مشہور ہے اسے ائمہ عدول نے روایت کیا ہے وہ اجتہاد اور اصول پر قیاس کرنے کے سلسلے میں اصل ہے۔

AsliAhleSunnet.com

قیاس کی نفی کرنے والوں کا یہ گمان کہ مذکورہ حدیث الیوم اکملت لکم دینکم والی آیت کے نزول سے پہلے کی ہے اسوقت قیاس جائز ہو سکتا تھا لیکن دین کے مکمل ہو جانے کے بعد اسکی اجازت نہیں اس لیے کہ نصوص خود اس مقصد کو پورا کر رہے ہیں لہذا قیاس کی ضرورت نہیں ہے۔

لیکن ان کا یہ قول نا قابل قبول اور لائق تردید ہے اس لئے کہ دین کا کمال جس طرح کتاب و سنت کے امور میں بطور اصل کے ہوتا ہے ان کے تابع امور میں بھی ہوتا ہے اور قیاس تابع ہے وہ کتاب و سنت کی وضاحت کرنے والا ہے۔

میری رائے یہ ہے کہ سند کے اعتبار سے معاذ کی حدیث صحیح نہیں ہے اس لئے اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں ہوگی ہاں اس مفہوم کی بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بہت سے احکام میں اجتہاد کیے ہیں اور آپ نے انھیں کوئی ملامت نہیں کی ہے جس طرح احزاب کے موقع پر آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ عصر کی نماز بنو قریظہ کے محلے میں پڑھیں بعض نے اجتہاد کیا اور اسے راستے میں ادا کی اور کہا تم سے تاخیر مطلوب نہیں ہے بلکہ آپ کا مقصد جلدی چلنے سے ہے انھوں نے معنی کو دیکھا دوسروں نے اجتہاد کیا اور اسے بنو قریظہ پہونچنے تک موخر کیا اور رات میں پڑھی انھوں نے لفظ کو دیکھا یہ اہل ظاہر کے سلف ہیں اور وہ اصحاب معانی اور قیاس کے سلف ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

سعد بن معاذ نے بنو قریظہ کے بارے میں اجتہاد کیا اور اپنے اجتہاد سے فیصلہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب کی اور فرمایا: لقد حکمت فیہم بحکم اللہ من فوق سبع سموات تم نے اس اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے جو ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے۔

وہ دونوں صحابی جو سفر پر نکلے تھے انھیں عصر کی نماز کا وقت ذرپیش ہوا تو ان دونوں نے اجتہاد کیا تھا ان دونوں کے پاس پانی نہیں تھا دونوں نے نماز پڑھی پھر وقت کے اندر ہی پانی پا گئے تو ایک نے دوبارہ پڑھی اور دوسرے نے اعادہ نہیں کیا آپ نے دونوں کی تصویب فرمائی جس نے اعادہ نہیں کیا تھا اس سے فرمایا اصبت السنۃ واجزأتک صلاتک تم نے سنت اپنائی تمھاری نماز تمھیں کفایت کرے گی۔ دوسرے سے فرمایا لک الاجر مرتین تمھیں دوہرا اجر ہے۔

مجزز مدلجی نے قیافہ اور قیاس کر کے حکم لگایا کہ زید اور ان کے لڑکے اسامہ کے قدم ایک جیسے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اس قدر خوش ہوئے کہ اس قیاس کی صحت اور حق سے اس کی موافقت سے آپ کا چہرہ چمک اٹھا اصل میں زید کھلے رنگ کے تھے اور ان کے لڑکے اسامہ سیاہ رنگ کے تھے اس قیافہ شناس نے فرع کو اصل اور نظیر سے ملایا اور سفیدی اور سیاہی کے وصف کا اعتبار نہیں کیا کیونکہ حکم میں اسکی کوئی تاثیر نہیں ہے۔

AsliAhleSunnet.com

صحابہ اور قیاس

انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ قیاس صحابہ کے نزدیک ایسے مرجع کی حیثیت رکھتا ہو جس سے انھوں نے احکام کا استنباط کیا ہو وہ کہتے ہیں کہ ان کا مرجع اس سلسلہ میں کتاب و سنت کے خفی الدلالت نصوص پر اجتہاد کرنا ہے جیسے مطلق کو مقید کرنا اور عام کو خاص پر محمول کرنا وغیرہ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اجتہاد کی بہت سی قسمیں ہیں جن میں سے قیاس ایک قسم ہے لہذا اس کو ترک کر کے دوسری اقسام کا اختیار کرنا بلا دلیل کے اپنی مرضی کی بات مسلط کرنے کی کوشش کرنا۔

اس کی مثالوں میں سے ایک یہ ہے کہ انھوں نے بلا سکھائے ہوئے شکاری جانوروں کو سکھائے ہوئے جانوروں پر اللہ تعالیٰ کے اس قول سے قیاس کیا وما علمتم من الجوارح مکلبین اور جو شکاری درندے تم نے شکار کے لئے سدھائے ہوں (مائدہ)

اور محصنات پر قیاس کرتے ہوئے محصنین کو بھی اس آیت کے مطابق شامل کیا یعنی والذین یرمون المحصنات اور جو پاک دامن عورتوں

AsliAhleSunnet.com

کو زنا کی جھوٹی تہمت لگائیں (النور ۴)

اور لونڈیوں پر قیاس کرتے ہوئے اس آیت کے مطابق غلاموں کو

بھی شامل کیا یعنی فان احصن فاتین بفاحشۃ فعلیھن نصف ما علی المحصنات

من العذاب پھر اگر نکاح میں آکر بے حیائی کا کام کریں تو آزاد عورتوں کی نسبت

نصف سزا ان کو ہوگی (النساء ۲۵)

احرام کی حالت میں مقتول شکار کے بدلے کے بارے میں اللہ تعالٰی نے فرمایا

ومن قتلہ منعمدا اس میں خطار سے قتل کرنا بھی داخل ہے جمہور کا قیاس بھی ہے

کتابیہ عورتیں جب مسلمان سے شادی کریں پھر چھونے سے پہلے انھیں طلاق

ہو جائے تو مومنات پر قیاس کرتے ہوئے ان پر بھی عدت نہیں ہے۔ دو بہنوں

پر قیاس کرتے ہوئے دو لڑکیوں کو ثلث کا وارث بنانے پر بھی اجماع ہے۔

ماں کے نام سے ظہار کرتے پر لڑکی کے نام سے ظہار کرنے کو قیاس کرنا

اس قبیل سے ہے۔ اسی طرح ایمان کی شرط کے ساتھ قتل میں گردن کی

آزادی پر ظہار میں گردن کی آزادی کا قیاس کرنا دو بہنوں کی حرمت

اور لونڈی کی تمام قرابتوں کا قیاس نیز دو بہنوں کی حرمت اور اکٹھا لونڈی

بنانے کے سلسلے میں لونڈی کی تمام قرابتوں کا قیاس آزاد عورتوں پر کرنا۔

کچھ قیاس کا انکار کرنے والوں نے متفق علیہ یا مختلف فیہ مسائل کو

لفظی عموم میں داخل کرنا چاہا ہے اسطرح مرد کی تہمت کو عورت کی تہمت

AsliAhleSunnet.com

میں داخل کیا اور محصنات کو فروج کی صفت ٹھہرایا نہ کہ عورتوں کی اور تمام شکاری جانوروں کے شکار کو وما علمتم من الجوارح میں داخل کیا اور مکلبین کا لفظ اگرچہ لفظ کلب سے بنا ہے لیکن اس کا معنی ہے کہ انھیں شکار کی تربیت دی ہو۔

ان کے لئے اگر بعض مسائل میں ایسا ہونا ممکن بھی ہو جیسا کہ خنزیر کے اجزاء کی حرمت کے بارے میں انھوں نے یقین کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قول فانہ رجس میں داخل ہے اس میں انھوں نے مضاف کے بجائے ضمیر کو مضاف الیہ کی طرف لوٹایا ہے، لیکن زیادہ مقامات پر ایسا ہونا ممکن نہیں ہے ان میں وہ ضرور قیاس کی طرف مضطر ہوں گے یا ایسے قول کی طرف جسے پہلے کسی نے نہ کیا ہو۔ فتویٰ دینے والے ائمہ میں کسی کو بھی یہ معلوم نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول القوھا وما حولھا چوہے کو اور اس کے آس پاس کے گھی کو پھینک دو گھی کے ساتھ خاص ہے، دوسرے روغن اور سیال اشیاء اس میں داخل نہیں ہیں اور یہ قطعی بات ہے کہ صحابہ، تابعین اور ائمہ فتویٰ گھی، تیل اور شیرہ وغیرہ میں فرق نہیں کرتے تھے جس طرح چوہے اور بلی میں اس مسئلے میں فرق نہیں کرتے تھے [1]

---

[1] ابن قیم نے اس سلسلے میں بہت سی مثالیں بیان کی ہیں (اعلام الموقعین ۱/۲۲۶-۲۳۰)

AsliAhleSunnet.com

رسولؐ کے قیاسات پر ان کا اعتراض

ان حدیثی قیاسات پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب
سے ہیں اللہ تعالیٰ نے انھیں ثابت کیا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو خطا پر
قائم نہیں کر سکتا حضرت عمر بن خطاب نے منبر پر فرمایا تھا: یا ایھا الناس
ان الرای انما کان من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصیباً ان
اللہ کان یریہ وانما ھو منا الظن والتکلف (الاعلام ۱/ ۵۷)
لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے حق ہوتی تھی اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی
فرماتا تھا اور ہماری رائے ظن اور تکلف کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ کی مراد اللہ کا یہ فرمان تھا: انا انزلنا الیک الکتاب بالحق
لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ہم نے سچی کتاب تیری طرف اتاری ہے کہ تو
لوگوں میں اللہ کے تبلائے ہوئے قانون سے حکم کرے (نساء ۱۰۵) لہذا اللہ تعالےٰ
نے آپ کو جو کچھ بتایا اس کے سوا آپ کی کوئی رائے نہیں تھی آپ کے سوا دوسروں
کی رائیں ظن اور تکلف ہیں اور اسی سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم یہاں تک تو آپ کے موافق ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے قیاسات قطعی ہیں اور دوسروں کے قیاسات ظنی ہیں

AsliAhleSunnet.com

اور خطا کا احتمال رکھتے ہیں لیکن ان سے قیاس کی مشروعیت پر استدلال
نفی نہیں ہوتی اس لئے کہ اگر وہ جائز نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
اسے نہ کرتے لیکن جب آپ نے کیا ہے تو یہ اس کے مشروع ہونے کی دلیل
یہاں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ قیاس رسول ا
صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اس میں امت کے دیگر افراد شامل نہ
ہو سکتے اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہ
کیا عالم دین کو بھی فہم و اجتہاد کی اجازت ہے لقد کان لکم فی رسول
اسوۃ حسنۃ اللہ کے رسول کی ذات میں تمہارے لئے بہترین اسوہ
مثبتین کے دلائل پر حملے پھر ان حملوں کے جواب کے بعد بھی منک
قیاس نے ہتھیار نہیں ڈالے بلکہ اپنے مقصد کے لئے کتاب و سنت سے م
دلیلیں ڈھونڈھنے لگے، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ نصوص سے ان کا استدلال تین
سے ہے۔

(۱) ان کا دعویٰ ہے کہ نصوص میں تمام احکامات کامل طور پر د
ہیں اور دین کا کمال قیاس کی نفی کرتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسائل کو نصوص کی طرف پھیرنے کا حکم د
نہ کہ قیاس کی طرف بلکہ قیاس کی طرف لوٹانا اللہ کی شریعت کے باہر کی چ
طرف لوٹانا ہے اس سلسلے میں انھوں نے ایسی احادیث اور آیتیں پیش

AsliAhleSunnet.com

ہیں جو ان کے زعم میں قیاس کی نفی اور رائے باطل کرتی ہیں۔

ابن حزم ان دونوں شقوں کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

دین میں رائے اور قیاس سے کوئی بات کہنی جائز نہیں ہے اس لئے کہ تنازع کے وقت معاملے کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹانا واضح طور پر ثابت ہے۔ اب اگر کوئی شخص قیاس یا کسی ایسی علت کی طرف جس کا وہ مدعی ہے معاملے کو لوٹاتا ہے وہ ایمان پر مبنی اس حکم خدا کی مخالفت کرتا ہے اور اللہ کے حکم کے سوا دوسری چیز کی طرف اپنے کام کو پھیرتا ہے اور یہ جرم عظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے اور لتبین للناس ما نزل الیھم تاکہ تم لوگوں کے سامنے بیان کردو جو ان کی طرف اتارا گیا ہے اور اللہ کا فرمان الیوم اکملت لکم دینکم آج ہم نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا کھلے طور پر قیاس اور رائے کو باطل کرتے ہیں اہل قیاس و رائے کا بھی اس میں اختلاف نہیں ہے کہ ان دونوں کا استعمال جب تک نص موجود ہے نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ نص میں کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بھی لوگوں کے لئے اتارا

AsliAhleSunnet.com

گیا ہے سب بیان کر دیا ہے اور دین مکمل ہو چکا ہے لہذا ثابت ہوا کہ نص نے تمام دین کو مکمل کر دیا ہے اور جب ایسا ہے تو قیاس اور رائے کی ضرورت باقی نہیں رہی نہ اپنی نہ کسی غیر کی (المحلی لابن حزم ۱/۵۶)

ابن حزم اور ان کے ہمخیال لوگوں کے رد میں قیاس کے قائلین محققین نصوص کے تمام احکام کو شامل ہونے کا انکار نہیں کرتے لیکن شمولیت کے طریقے میں ان سے اختلاف کرتے ہیں۔ ظاہریہ کہتے ہیں کہ نصوص کا احکامات کو شامل ہونا صرف عبارت کے طریق پر ہوتا ہے اور قیاس کے قائلین کہتے ہیں کہ احکام پر نصوص کی دلالت جس عبارت سے ہوتی ہے اسی طرح دلالت کے عام اقسام سے بھی ہوتی ہے جو تمام نصوص اور ان کے عام احوال میں شریعت کے مقاصد کی وضاحت کرتی ہیں قیاس کے قائلین اس طور پر نصوص کو استعمال کر کے معاملات کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔

ورنہ ابن قدامہ کے بقول قرآن میں جد (دادا) اخوہ، عول، مبتوتہ، مفوضہ اور تحریم کے مسائل کہاں مذکور ہیں جبکہ ان کے سلسلے میں اللہ کا حکم ہے (روضۃ الناظر ۲/۲۴۸)

(۳) منکرین قیاس ایسے نصوص سے استدلال کرتے ہیں جو قیاس کی نفی کرتی ہیں جنمیں ایک مالک اشجعی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

(۱) تفترق امتی علی بضع وسبعین فرقۃ اعظمھا فتنۃ علی امتی قوم یقیسون الامور برایھم فیحلون الحرام ویحرمون الحلال (الحک

الاحکام ۲/۱۰۶۸) میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں امت کیلئے فتنے کے اعتبار سے سب سے بڑا وہ فرقہ ہوگا جو معاملات کو اپنی رائے پر قیاس کرے گا اس طرح وہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دے گا

ابو عمر ابن عبد البر نے اس پر اس طرح تعلیق لکھی ہے۔

یہ غیر اصل پر قیاس کرنا ہے اور دین میں اٹکل اور ظن سے کلام کرنا ہے کیا حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں پڑھا ہے کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیں گے اور یہ بات واضح ہے کہ کتاب و سنت میں جن چیزوں کو حلال کیا گیا ہے وہ حلال ہیں اور ان میں جو کچھ حرام کیا گیا ہے وہ حرام ہیں جو شخص اسے نہ سمجھے اور کسی سوال کے متعلق قیاس اور اپنی رائے سے کہہ بیٹھے جس کا سنت سے واسطہ نہ ہو تو اس شخص نے معاملات میں اپنی رائے سے قیاس کیا لہذا خود گمراہ ہوا اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور جس نے فروع کو اصول کی طرف لوٹایا اس نے اپنی رائے سے کچھ نہیں کہا۔

(۲) ابو وائل کہتے ہیں؛ قال سھل بن حنیف یا ایھا الناس اتھموا الکم

لہ محقق نے اسے ضعیف بتایا ہے دیکھئے اعلام الموقعین ا/۵۶۔

AsliAhleSunnet.com

علی دینکم لقد رایتنی یوم ابی جندل ولو استطیع ان ارد امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرددتہ وما وضعنا سیوفنا علی عواتقنا الی امر یفظعنا الا اسھلن بنا الی امر نعرفہ غیر ھذا الامر یعنی سہل بن حنیف نے کہا اے لوگو دین پر اپنی رایوں کو متہم کرو میں نے یوم ابوجندل کو یہ بات دیکھی ہے اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو رد کر سکتا تو ضرور رد کرتا۔ گھبراہٹ کے کسی معاملے میں جب ہم نے تلواریں گردن پر رکھیں تو انھوں نے ہمیں پہونچا دیا ایک دوسرے معاملے تک جس کو ہم جانتے ہیں (صحیح بخاری مع فتح الباری ۱۳/۲۸۲)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث: انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ لا ینزع العلم بعد ان اعطاکموہ انتزاعا ولکن ینتزعہ منھم مع قبض العلماء بعلمھم فیبقی ناس جھال یستفتون فیفتون برایھم فیضلون ویضلون انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں علم عطا کرنے کے بعد ایسے چھینے گا نہیں بلکہ تمہارے علماء کو اٹھالے گا پھر جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے لوگ فتویٰ طلب کریں گے تو وہ انھیں اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے (صحیح بخاری، ابن ماجہ)

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان دونوں حدیثوں کا باب اس طرح باندھا ہے باب مایذکر من ذم الرای وتکلف القیاس (ولا تقف) لا تقل ما لیس

به علم) یہ باب رائے کی مذمت کے بیان اور قیاس کے تکلف اور
نف یعنی مت کہہ مالا لیس لک بہ علم کے متعلق ہے۔

ابن حجر نے بخاری کی اس روایت پر تعلیق کرتے ہوئے لکھا ہے:

رائے میں مذموم چیز وہ ہے جس کے خلاف نص پائی جاتی ہو اور
(من) سے بخاری کا اشارہ اس طرف ہے کہ بعض رائے کا فتوی مذموم
ہوتا یعنی جب کتاب وسنت اور اجماع کی کوئی نص موجود نہ ہو۔ اور
بخاری کے قول تکلف القیاس کا مطلب یہ ہے کہ جب ان تینوں اصولوں
پائے اور قیاس کی ضرورت محسوس کرے تو یہ تکلف نہیں بلکہ قیاس کو
صورت میں استعمال کرے اور علت جامعہ کو جو قیاس کے ارکان میں
ہے ثابت کرنے کی کوشش کرے اور جب علت جامعہ واضح نہ ہو تو برائت
بہ کو اختیار کرے (۱۳/ ۲۸۷ فتح الباری)

ابن بطال نے قائلین قیاس کے نصوص استدلال اور ان کے فعل میں
علت پیدا کرتے ہوئے لکھا ہے۔

نص آیت بغیر علم کے کوئی بات کہنے کی مذمت میں ہے اس سے
وہ شخص مخصوص ہو جاتا ہے جو کسی اصل سے استناد لیے بغیر رائے سے
کلام کرے اور حدیث میں ایسے شخص کی مذمت ہے جو جہالت
کے ساتھ فتوی دے اسی لئے اسے گمراہی اور گمراہ گری سے متصف

AsliAhleSunnet.com

کیا ہے لیکن جو شخص اصل سے استنباط کرے اس کی مدح کی گئی ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم تو اسے وہ لوگ جان لیتے

ہیں جو اس سے استنباط کرتے ہیں اس لئے رائے جب کتاب وسنت اور

اجماع کے اصل کی طرف منسوب ہو تو محمود ہے اور اگر ان میں سے کسی کی

طرف منسوب نہ ہو تو مذموم ہے اور سہل بن حنیف اور عمر بن خطاب

کی روایت اگرچہ رائے کی مذمت پر دلالت کرتی ہے لیکن یہ ایسی

باتوں کے ساتھ مخصوص ہے جو نص کے مخالف ہوں گویا کہ یوں کہا ہے

کہ جب سنت کی مخالفت کرے تو رائے کو متہم کرو (۱۳/ ۲۸۷،

۲۸۸ فتح الباری)

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مجتہد کے لئے ضروری ہے کہ جب نص یا

اجماع نہ پائے تو نص کی طرف استناد کرتے ہوئے قیاس کرے اور یہ جہل سے نہیں

بلکہ علم سے ہو۔

امام شافعی لکھتے ہیں :-

علم کا طریقہ کتاب، سنت، اجماع، آثار اور وہ باتیں ہیں جن پر

قیاس کرنے کے متعلق ہم نے اس سے پہلے بیان کیا،

(۵۰۸ الرسالہ)

AsliAhleSunnet.com

(۴) اجماع سے قیاس کی نفی کا استدلال

عقل و نقل سے استدلال کرنے کے ساتھ انھوں نے قائلین قیاس کے رد میں اجماع کو بھی استعمال کیا ہے ابن حزم کہتے ہیں:

ترک قیاس کے متعلق اجماع کا ذکر ہم نے کئی طریقوں سے کیا ہے امت کا اجماع ہے کہ قرآن اور صحیح احادیث سے احکامات حاصل کرنا واجب ہے یا امت نے جن کے حرام ہونے یا واجب ہونے پر اجماع کیا ہے وہ واجب العمل ہیں۔ امت کا اجماع ہے کہ کسی شخص کو یہ اختیار نہیں ہے کہ بغیر اجماع اور نص کے کوئی حکم بیان کرے امت کا اجماع اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تصدیق پر بھی ہے "ما فرطنا فی الکتاب من شئ" اور "الیوم اکملت لکم دینکم" یہ اجماع قیاس کے ترک پر ہے اور کسی کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے (۲ ر ۱۰۴۸ احکام الاحکام لابن حزم)

اس طریقے کی تردید جس کے اجماع ہونے کا گمان کیا گیا ہے اس طرح کر سکتے ہیں کہ قرآن و سنت سے احکام اخذ کرنے کے وجوب اور دیگر آیات مذکورہ اور قیاس کی نفی کے درمیان کوئی لگاؤ نہیں ہے ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ قیاس کے قائلین اور حامیین کا نظریہ ہے کہ قیاس وہ ہے جو نص کی طرف لوٹا یا گیا ہو۔

امام شافعی لکھتے ہیں:-

AsliAhleSunnet.com

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ جس مسئلے میں کتاب و سنت موجود نہ ہو کیا

اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے کہا گیا ہے؟ تو

جواب دیا جائے گا کہ ہاں تمام کا تمام اللہ کی طرف سے کہا گیا ہے

اگر پوچھا جائے کہ اس کا تمام کا تمام کیا ہے؟ تو جواب ہوگا کتاب و

سنت سے اس میں اجتہاد کرنا (۲/۲۷۰ الام للشافعی)

⑤ صحابہ اور ان کے بعد کے آثار

① حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس سے کہا: اذا اتاك الحديث

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا تضرب له الامثال (ا/۱۰ ترمذی

۲/۱۰۶۸ الاحکام) جب تمھارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث

آجائے تو اس کے سامنے مثالیں مت بیان کرو۔

وہ لوگ کہتے ہیں کہ قیاس کے ابطال میں یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے

صراحت ہے۔

② اسی طرح کا قول سمرہ بن جندب سے بھی نقل کیا گیا ہے (۲/۶۹

الاحکام لابن حزم)

③ ونھی عمر عن المکایلة قال مجاھد یعنی المقایسة حضرت

عمر نے دو چیزوں کے ساتھ پیمائش سے منع کیا ہے مجاہد کہتے ہیں یعنی ایک

AsliAhleSunnet.com

چیز کو دوسری پر قیاس کرنا (۲/۰۷۰۱ الاحکام لابن حزم ۱/۵۹ سنن دارمی)

(۴) وعن ابن مسعود قال: لیس عام الا والذی بعدہ شر منه لا اقول عام امطر من عام ولا عام اخصب من عام ولا امیر خیر من امیر ولکن ذهاب خیارکم وعلمائکم ثم یحدث قوم یقیسون الامور برأیهم فینهدم الاسلام وینثلم (۱/۵۸ سنن دارمی ۲/۰۷۰۱ احکام لابن حزم) جو بھی سال آتا ہے اس کے بعد آنے والا اس سے برا ہوتا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ یہ سال اس سے زیادہ بارش والا ہے اور یہ سال اس سے زیادہ فصل والا ہے اور نہ یہ امیر اس امیر سے بہتر ہے بلکہ میری مراد صلحاء اور علماء کے گذر جانے سے ہے پھر ایسے لوگ آئیں گے جو تمام امور کو اپنی رائے پر قیاس کریں گے اس سے اسلام منہدم ہو جائے گا۔

(۵) وعن عمر قال ایاکم واصحاب الرای فانهم اعداء السنن اعیتهم الاحادیث ان یحفظوها فقالوا بالرای فضلوا واضلوا (۱۳/۲۸۹ فتح الباری)

حضرت عمر سے مروی ہے فرمایا اصحاب رائے سے بچو یہ سنت کے دشمن ہیں یہ حدیث حفظ کرنے سے عاجز ہیں اس لئے رائے زنی کر کے گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کیا۔

(۶) عن محمد بن سیرین قال: ان القیاس شئوم واول من

AsliAhleSunnet.com

قاس ابلیس فهلک وانما عبدت الشمس والقمر بالمقائیس

(۱/۵۸ سنن دارمی ۲/۱۰۷۳ احکام لابن حزم)

محمد بن سیرین کہتے ہیں قیاس مکمل بدبختی ہے، سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا اور ہلاک ہوگیا سورج چاند کی پوجا قیاسات ہی سے کی گئی ہے۔

(۷) وقال ابوحنیفۃ البول فی المسجد احسن من بعض قیاسہم

(۲/۱۰۷۶ احکام ابن حزم) امام ابوحنیفہ کہتے ہیں مسجد میں پیشاب کرنا ان لوگوں کے بعض قیاس سے اچھا ہے۔

(۸) وعن الحسن انہ تلا ھذہ الایۃ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین، قال: قال ابلیس وھو اول من قاس (۱/۵۸ ۵۹ سنن دارمی) حسن سے مروی ہے انھوں نے آیت پاک خلقتنی من نار الخ مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے بنایا کو تلاوت کیا تو کہا: ابلیس نے قیاس کیا اور یہ سب سے پہلا قیاس کرنے والا ہے۔

(۹) وعن مسروق انہ قال انی اخشی ان اقیس فتزل قدمی (۱/۵۸، ۵۹ دارمی) مسروق سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا میں قیاس کرنے سے ڈرتا ہوں کہ میرا قدم نہ پھسل جائے۔

(۱۰) وعن الشعبی قال: ایاکم والمقایسۃ والذی نفسی

AsliAhleSunnet.com

بیده لئن اخذتم بالمقاییس لتحلن الحرام ولتحرمن الحلال

ولکن ما بلغکم عمن حفظ عن اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فاعملوا

به (۱/۴۷ دارمی) شعبی سے مروی ہے کہتے ہیں کہ قیاس کرنے سے بچو واللہ

اگر ایسا کروگے تو ضرور حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر ڈالوگے بلکہ صحابہ رضوان

اللہ علیہم اجمعین کے ذریعہ جو کچھ تمہیں ملا ہے اس پر عمل کرو۔

(۱۱) وقال احمد یجتنب المتکلم فی الفقه هذین الامرین

الاصلین المجمل والقیاس (۳۶۷ المسودہ لابن تیمیہ) امام احمد

نے کہا ہے کہ فقہ میں کلام کرنے والا ان دو اصلوں سے بچے یعنی مجمل اور قیاس سے

AsliAhleSunnet.com

منکرین اور قائلین قیاس کے

دلائل میں تطبیق

مذکورہ بالا آثار کی طرح بے شمار آثار صحابہ و تابعین سے منقول ہیں اسلئے قائلین قیاس اور منکرین قیاس کے دلائل میں تطبیق کا راستہ تلاش کرنا ضروری ہے۔ علامہ ابن قیم اس سے متعلق صحیح طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولا تعارض بحمد الله بین ھذہ الآثار عن السادۃ الاخیار دکل منھا له وجه وھذا انما یتبین بالفرق بین الرای الباطل الذی لیس من الدین، والرای الحق الذی لا مندوحۃ عنه لاحد المجتھدین۔

(۱/۶۹ اعلام الموقعین)

ائمہ و صالحین کے ان آثار میں بحمد اللہ کوئی تعارض نہیں ہے ان میں سے ہر ایک کی ایک وجہ ہے اور یہ بات باطل رائے کے درمیان جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں اور صحیح رائے کے درمیان جس سے مجتہدین کو مفر نہیں فرق کرنے سے معلوم ہوسکتی ہے۔

آگے لکھتے ہیں: الرای ثلاثۃ اقسام: رای باطل بلا ریب ورای صحیح ورای ھو موضع الاشتباہ والاقسام الثلاثۃ قد اشار الیھا السلف فاستعملوا الرای الصحیح وعملوا به وافتوا به

AsliAhleSunnet.com

سوغوا القول به و ذموا الباطل ومنعوا من العمل به والفتيا والقضاء به واطلقوا السنتهم بذمه وذم اهله والثالث سوغوا العمل والفتيا والقضاء به عند الاضطرار اليه حيث لا يوجد منه بد ولم يلزموا احدا العمل به ولم يحرموا مخالفته ولا جعلوا مخالفه مخالفا للدين بل غايته انهم خيروا بين قبوله ورده فهو بمنزلة ما يباح للمضطر من الطعام والشراب الذي يحرم عند الضرورة اليه كما قال الامام احمد سألت الشافعي عن القياس فقال لي عند الضرورة) وكان استعمالهم لهذا النوع عند الضرورة لم يفرطوا فيه ويفرعوه ويولدوه ويوسعوه كما صنع المتاخرون بحيث اعتاضوا به عن النصوص والآثار وكان اسهل عليهم من حفظها (ا/۶۷ اعلام الموقعين)

رائے کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) یقینی طور پر باطل رائے (۲) صحیح رائے (۳) مشتبہ رائے ان تینوں قسموں کی طرف سلف نے اشارہ کیا ہے انھوں نے صحیح رائے کا استعمال کیا اس پر فتوی دیا اور اس پر گفتگو کی۔ باطل رائے کی مذمت کی اس پر عمل کرنے کا فتوی دینے اور اس سے فیصلہ کرنے سے منع کیا اپنی زبان سے اس کی اور اسے اختیار کرنے والے کی مذمت کی۔ تیسری قسم کو ضرورت کے وقت عمل۔ فتوی اور قضا کے لئے اختیار کیا یعنی جب اس کے

AsliAhleSunnet.com

بغیر کوئی چارہ نہ ہو اس پر عمل کیلئے کسی ایک کو نہ لازم کیا اور نہ دوسری کی
مخالفت کو حرام ٹھہرایا نہ اس کے مخالف کو دین کا مخالف کہا غرض یہ کہ اسکے قبول ورد میں
اختیار دیا۔ وہ ایسی کھانے پینے کی اشیا کے درجے میں ہے جو حرام ہونے کے
باوجود سخت ضرورت کے وقت مباح کر دی جائیں۔ امام احمد کہتے ہیں: میں نے
امام شافعی سے قیاس کے متعلق پوچھا تو مجھ سے فرمایا: بس ضرورت کے وقت!!
تمام سلف کا استعمال ضرورت کے وقت ہی تھا اس میں انھوں نے افراط و تفریط
اور زیادتی و وسعت اختیار نہیں کی جس طرح متاخرین نے کیا کہ نصوص و
آثار کو چھوڑ کر اسے ہی اختیار کیا جو ان کے لئے نصوص کے حفظ سے آسان تر تھا
شاطبی نے الاعتصام میں تطبیق کا یہی طریقہ اختیار کیا ہے لکھتے ہیں۔

وقد تقدم فی ذم الرای آثار مشہورۃ عن الصحابۃ رضی اللہ
عنہم والتابعین تبین فیہا ان الآخذ بالرای یحل الحرام ویحرم
الحلال ومعلوم ان ہذہ الآثار الذامۃ للرای لایمکن ان یکون
المقصود بہا ذم الاجتہاد علی الاصول فی نازلۃ لم توجد فی
کتاب اللہ ولا سنۃ ولا اجماع ممن یعرف الاشباہ والنظائر
ویفہم معانی الاحکام فیقیس قیاس تشبیہ وتعلیل قیاسا
لم یعارضہ ما ہو اولی منہ فان ہذا لیس فیہ تحلیل الحرام
ولا العکس، وانما القیاس الہادم للاسلام ما عارض

AsliAhleSunnet.com

الکتاب والسنۃ او ما علیہ سلف الامۃ او معانیھا المعتبرۃ

(الاعتصام للشاطبی ۲/۲۸۵)

رائے کی مذمت میں صحابہ اور تابعین کے مشہور آثار گذر چکے ہیں جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رائے کا طریقہ اختیار کرنے والا حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیتا ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ رائے کی مذمت کرنے والے یہ آثار اصل نے کسی ایسے واقعہ کے متعلق اجتہاد کرنے کی مذمت نہیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ یا سنت اور اجماع میں موجود نہ ہو اور جو ایسے شخص کے ذریعہ ہو جو اشیاء اور نظائر کو جانتا ہو اور احکام کے معانی کو سمجھتا ہو پھر وہ تشبیہ و تعلیل جیسا قیاس کرے ایسا قیاس جو اپنے سے بہتر کے معارض نہ ہو ایسے قیاس میں حرام کو حلال کرنا یا حلال کو حرام کرنا داخل نہیں ہے۔ تباہ کن قیاس وہ ہے جو کتاب و سنت یا سلف امت کے طریقے یا ان کے معتبر مفہوم کے مخالف ہو۔

ابن عبد البر نے بیان العلم میں رائے کی مذمت میں بہت سے آثار کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

مذکورہ مرفوع، موقوف اور مقطوع آثار میں جس رائے کی مذمت کیگئی ہے۔ اس کے مقصود میں علماء کا اختلاف ہے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ سنتوں کی مخالفت سے یہ اعتقاد میں کلام کرنا ہے کیونکہ ان لوگوں

AsliAhleSunnet.com

نے اپنی رایوں اور قیاس کو احادیث کی تردید میں استعمال کیا ہے یہاں تک کہ انھوں نے تواتر کی حد تک پہونچی ہوئی مشہور حدیث کو بھی مطعون کیا جیسے شفاعت والی حدیث کہ انھوں نے انکار کیا کہ جہنم میں داخل ہونے کے بعد اس سے کوئی نہیں نکل سکتا انھوں نے حوض، میزان، عذاب قبر کا انکار کیا اکثر اہل علم نے کہا ہے کہ مذموم رائے جس میں غور وفکر جائز نہیں ہے اسی طرح کے بدعات میں سے ہے پھر امام احمد بن حنبل کا یہ قول نقل کیا ہے: لا تكاد ترى احد انظر الا دفی قلبه دغل تم کسی کو بھی اس میں نظر کرتے ہوئے دیکھو تو سمجھ لو کہ اس کے اندر دھوکا ہے امام احمد مزید لکھتے ہیں کہ جمہور اہل علم کہتے ہیں کہ مذکورہ آثار میں مذموم رائے احکامات میں مغالطہ آمیزی اور استحسان اختیار کرنا ہے نیز بعض فرع کو بعض کی طرف لوٹانا ہے نہ کہ سنتوں کی اصل کی طرف۔ ان میں سے کثیر لوگوں نے اس پر مزید یہ بنایا کہ کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو اس کے معاملات کے واقع ہونے سے پہلے اس میں بہت قیاس آرائی کرتا ہے جو سنت کو بیکار کر کے اس میں انتہائی غلو کی حد تک پہونچ جاتا ہے۔ (۱۳۱ / ۲۸۹ ۔ ۲۹۰ فتح الباری ع۱

۱؎ مستصفی میں غزالی نے مختلف آثار میں تطبیق پر بہترین کلام کیا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

امام ابن تیمیہ قیاس کے رد میں امام احمد کا قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

وھذا محمول وقد حملہ القاضی وابن عقیل علی قیاس فی معارضۃ السنۃ وقد صرح بذالک فی روایۃ ابی الحارث فقال: ما تصنع بالرای والقیاس وفی الحدیث ما یغنیک عنہ (۳۶۷ المسودۃ لابن تیمیہ)

اور یہ محمول ہے قاضی اور ابن عقیل نے سنت سے معارض قیاس پر اسے محمول کیا ہے اور ابوالحارث کی روایت میں اسکی تصریح کی ہے لکھتے ہیں: تم قیاس اور رائے کو کیوں اختیار کرتے ہو جبکہ حدیث میں وہ سب کچھ ہے جو اس سے تمھیں بے پروا کردے۔

آگے لکھتے ہیں

القیاس الشرعی قد نص احمد فی مواضع علی انہ حجۃ تعلق الاحکام علیہ فقال فی روایۃ محمد بن الحکم: لا یستغنی احد من القیاس وعلی الامام والحاکم یرد علیہ الامر ان یجمع لہ الناس ویقیس و کذالک نقل الحسین بن حسان: القیاس ھو ان یقیس علی اصل اذا کان مثلہ فی کل احوالہ وکذالک نقل احمد بن القاسم: لا یجوز بیع الحدید والرصاص متفاضلا قیاسا علی الذھب والفضۃ

(المسودہ لابن تیمیہ)

قیاس شرعی کے متعلق امام احمد نے مختلف مقامات پر لکھا ہے کہ وہ حجت ہے

AsliAhleSunnet.com

اور احکام اس سے متعلق ہیں محمد بن حکم کی روایت کے بارے میں کہتے ہیں:

قیاس سے کوئی مستغنی نہیں ہو سکتا امام اور حاکم پر لازم ہے کہ اس کے سامنے معاملہ پیش ہونے پر لوگوں کو جمع کرے اور قیاس کرے اسی طرح حسین بن حسان نے لکھا ہے کہ: قیاس یہ ہے کہ ایسی اصل پر قیاس کیا جائے جو ہر حال میں اس کے مشابہ ہو احمد بن قاسم نے لکھا ہے کہ: سونے اور چاندی پر قیاس کرتے ہوئے لوہے اور پیسے کو تفاضل سے بیچنا جائز نہیں ہے۔

ابن قدامہ نے روضہ میں ان نصوص اور نقول میں جن میں تعارض ظاہر ہوتا ہے اس طرح تطبیق دی ہے لکھتے ہیں:

دوسرا جواب یہ ہے کہ انھوں نے ایسی رائے کی مذمت کی ہے جو ایسے جاہل شخص سے صادر ہو جو اجتہاد و رائے کا اہل نہ ہو بلکہ اس کا کام صرف استحسان اور رائے سے شریعت سازی ہو

(روضۃ الناظر)

AsliAhleSunnet.com

آخری بات

اس بحث کے آخر میں علامہ ابن قیم کے موقف کے مطابق میں کچھ باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں

ان دونوں متنازع گروہوں کی مثال ایسے دو سمندروں کی سی ہے جن کی موجیں متلاطم ہیں یا ایسے دو گروہوں کی سی ہے کہ میدان جنگ میں جن کی گرد بلند ہو رہی ہے ہر گروہ نے دلائل کا وہ لشکر اکٹھا کر دیا ہے کہ اس کے سامنے پہاڑ تک نہ ٹک سکیں ہر ایک فریق نے کتاب و سنت اور آثار سے ایسے دلائل بیان کئے ہیں کہ گردنیں ان کے آگے جھک جاتی ہیں دشواریاں ان کے تابع اور عالم کا علم ان کا مطیع ہو جاتا ہے۔ ان کے احکام کو حاکموں نے نافذ کیا ہے۔

علم میں راسخ اور فاضل و کامل شخصیات کا کام اس مسئلے میں یہ تھا کہ دونوں فریق کی باتوں کو سمجھا جاتا اور ان کے بیان کردہ اصول و تفصیلات کو پرکھا جاتا۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس موضوع کو اختیار کر کے بہت دشوار منزل میں پہونچ گیا ہوں کہ آپ کو ان دونوں فریقوں کے درمیان حکم بنا یا اور متلاطم موج کے اندر ڈال دیا جو آپ کو ادھر ادھر اچھالتی پھینکتی ہیں اب اگر میں حق کو پہونچ جاؤں تو یہ میرے رب کی توفیق ہے اور اگر میں غلطی کر جاؤں تو اللہ سے مغفرت کا طالب ہوں میں نے اس سلسلے میں پوری طاقت صرف کر دی ہے۔

AsliAhleSunnet.com

مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ اہل ظاہر منکرین قیاس نے نصوص سے اعتنا کر کے ان کی حفاظت و تائید کا اچھا رول ادا کیا ہے کہ رائے، قیاس اور تقلید کو ان پر مقدم نہیں کیا باطل قیاسات کا رد کیا اور اہل قیاس کے متناقض خیالات کا بیان کیا انھوں نے قیاس کو اختیار کر کے اس سے بہتر چیز کو چھوڑ دینے کی پوری توضیح کی لیکن اس کے ساتھ چار وجوہات سے انھوں نے غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔

(۱) صحیح قیاس کی تردید کی خصوصا ایسے قیاس کی جس کی علت اس طور پر منصوص ہو کہ نص اس کے عموم پر دال ہو۔

(۲) نصوص کو سمجھنے میں کوتاہی کی کتنے احکام ایسے ہیں جن پر نص کی دلالت ہے لیکن وہ اس دلالت کو نہیں سمجھے اس کا سبب دلالت کو فقط ظاہر لفظ میں محصور ماننا اور اس کے اشارہ اس کی تائید اور مخاطبین کے نزدیک اس کے عرف سے کلیتہً اغماض برتنا ہے اس طرح انھوں نے فلا تقل لھما اُف ے لفظ اُف کے سوا مار، دشنام طرازی اور کسی طرح کی کوئی اہانت تسلیم نہیں کی۔

(۳) استصحاب کو اس کے استحقاق سے مافوق حق دیا اور اس کے بموجب ناقل کے عدم علم کا یقین کیا لیکن نہ جاننا کسی چیز کے نہ ہونیکے معنی میں نہیں ہے۔

(۴) انھوں نے یہ اعتقاد رکھا کہ مسلمانوں کی بیع و شرا ان کے شروط و معاملات سب باطل ہیں تا آں کہ ان کی صحت پر دلیل قائم ہو جائے جب شرط

AsliAhleSunnet.com

یا عقد یا معاملے کی صحت پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی تو انھوں نے ان کے بطلان
کو اختیار کیا اس طرح اس اصول کے مطابق کوئی خدائی دلیل نہ ہونے کی بنا پر
انھوں نے مسلمانوں کے بہت سے معاملات وشروط کو بے کار کر دیا۔ جمہور فقہاء
اس کے خلاف ہیں، بیع وشراء اور شروط میں اصل صحت ہے سوائے ان کے
جنھیں شارع نے منع کیا ہو یا باطل ٹھہرایا ہو اور یہی قول صحیح ہے کیونکہ ان کے
بطلان کا حکم لگانا حرام ٹھہرانے اور گنہ گار بتلانے کا حکم ہے اور یہ معلوم ہے کہ اللہ
اور رسول نے جو حرام ٹھہرایا ہے صرف وہی حرام ہے اور ایسے کسی فعل میں گناہ نہیں
ہے سوائے ان کے جن کے کرنے والوں کو اللہ ورسول نے گنہگار بتلایا ہے جس طرح
کوئی کام واجب نہیں ہے سوائے ان کے جنھیں اللہ نے واجب ٹھہرایا ہو اور نہ
حرام ہے سوائے ان کے جنھیں اللہ نے حرام کیا ہو اور کوئی دین نہیں سوائے اس کے
جو اللہ نے مشروع کیا۔

عبادات میں اصل بطلان ہے تا آں کہ حکم پر کوئی دلیل قائم ہو جائے اور
بیع وشرا اور معاملات میں اصل صحت ہے تا آں کہ بطلان اور تحریم پر دلیل
قائم ہو جائے اصحاب رائے وقیاس نے نصوص کے معانی کو شارع کے محمول کردہ
معانی سے بڑھ کر محمول کیا ہے جس طرح اہل ظاہر نے ان کے معانی کو مراد سے بھی
محدود کر دیا ہے۔ اہل قیاس کہتے ہیں:

سمندر میں خون کا ایک قطرہ پڑ جائے تو قیاس کہتا ہے کہ وہ ناپاک

AsliAhleSunnet.com

ہو جائے گا انھوں نے اس قطرے سے ماء کثیر کو نجس ٹھہرا یا خواہ اس قطرے سے اس پانی کا کچھ بھی نہ بدلا ہو۔

اور اہل ظاہر کہتے ہیں:
پیشاب کے گھڑے میں پیشاب کرکے اسے پانی میں ڈال دیا تو وہ اسے ناپاک نہیں کرے گا اور اگر پانی میں پیشاب کیا خواہ تھوڑا ہی ہو اسے ناپاک کر دے گا۔

اصحاب رائے و قیاس نے گھی کے لاکھوں قطار کو تھوڑے پیشاب یا خون سے نجس بتلایا ہے دونوں فریق میں اعتدال کی راہ پر وہ ہیں جو نصوص کے مکمل حاصل کرنے کے بعد قیاس کو ثابت کرتے ہیں گویا قیاس ان کے یہاں بوقت ضرورت ہے یعنی جب نص موجود نہ ہو (اعلام الموقعین)

ہم اس خاتمہ میں ان شرائط کو بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں جن کا قیاس کرنے والے میں پایا جانا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں امام شافعی کا بیان ہمارے لئے کافی ہے وہ لکھتے ہیں:

لا یقیس الا من جمع الآلة التی له القیاس بها وهی العلم باحکام کتاب الله فرضه وآدابه وناسخه ومنسوخه وعامه وخاصه وارشاده ویستدل علی ما احتمل التاویل منه بسنن رسول الله فاذا لم یجد سنة فباجماع المسلمین فان لم یکن اجماع فبالقیاس

AsliAhleSunnet.com

ولا یکون لاحد ان یقیس حتی یکون عالما بما مضی قبله من السنن واقاویل السلف واجماع الناس واختلافهم ولسان العرب

ولا یکون له ان یقیس حتی یکون صحیح العقل وحتی یفرق بین المشتبه ولا یعجل بالقول به دون التثبیت۔

ولا یمتنع من الاستماع ممن خالفه لانه قد یتنبه بالاستماع لترک الغفلة ویزداد به تثبیتا فیما اعتقد من الصواب وعلیه فی ذلک بلوغ غایة جهده والانصاف من نفسه حتی یعرف من این قال ما یقول وترک ما یترک ولا یکون بما قال اعنی منه بما خالفه حتی یعرف فضل ما یصیر الیه علی ما یترک۔ ان شاء الله

فاما من تم عقله ولم یکن عالما بما وصفنا فلا یحل له ان یقول بقیاس وذالک انه لا یعرف ما یقیس علیه کما لا یحل لفقیه عاقل ان یقول فی ثمن درهم ولا خبرة له بسوقه

ومن کان عالما بما وصفنا بالحفظ لا بحقیقة المعرفة فلیس له ان یقول بقیاس، لانه قد یذهب علیه عقل المعانی وکذالک لو کان حافظا مقصر العقل أو

مقصرا من علم لسان العرب لم يكن له ان يقيس من

قبل نقص عقله عن الآلة التي يجوز بها القياس۔

ولا نقول يسع هذا۔ والله اعلم۔ ان يقول ابدا

الا اتباعا لا قياسا (الرسالہ ۵۰۹۔ ۵۱۱)

قیاس صرف وہی کر سکتا ہے جسے وہ تمام ذرائع حاصل ہوں جن سے قیاس کیا جاتا ہے یعنی کتاب اللہ کے احکام جیسے اس کا فرض، آداب، ناسخ، منسوخ عام، خاص، اور ارشاد وغیرہ کو جانتا ہو

اس میں جو حکم تاویل کا احتمال رکھے اس کے لئے سنت رسول سے استدلال کرے اگر سنت نہ پائے تو اجماع مسلمین سے اگر اجماع نہ ہو تو قیاس سے

کسی کو قیاس کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک سنت کے ماسبق علوم سلف کے اقوال، لوگوں کے اجماع واختلاف، اور عربی زبان سے واقفیت نہ رکھتا ہو اس کے لئے قیاس کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ صحیح العقل نہ ہو اور مشتبہ چیز میں فرق نہ کرے پائدار بات کہنے کے بجائے جلد بازی سے بات نہ کہے۔

مخالف کی بات سننے سے نہ رکے کیونکہ اس سے آدمی غفلت پر متنبہ ہوتا ہے اور جس چیز کے درست ہونیکا اعتقاد ہے اس میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔

AsliAhleSunnet.com

اس امر میں اسے بہت انصاف اور جد جہد کی ضرورت ہے یہاں تک کہ
وہ سمجھنے لگے کہ جو وہ کہتا ہے کہاں سے کہتا ہے اور جو وہ چھوڑتا ہے اسے بھی جان
لے نیز اپنی مخالف بات کے مقابلے میں اختیار کردہ بات کی بہتری کو سمجھ لے۔
جس شخص کی عقل سٹھ جائے اور ہمارے بیان کردہ اوصاف کے مطابق
وہ عالم نہ ہو اسے قیاس کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ جس پر قیاس کیا جاتا ہے
اسے نہیں جانتا ہے جس طرح کسی عاقل فقیہ کے لئے یہ جائز نہیں کہ درہم کی
قیمت بتائے جبکہ اسے اس کے بازار کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔
اوپر بیان کردہ اوصاف کا حفظ کے اعتبار سے عالم ہو لیکن معرفت
حقیقت سے عاری ہو تو اسے قیاس کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ کبھی
معانی کے سمجھنے میں چوک کر سکتا ہے ایسے ہی اگر حافظ کوتاہ عقل ہو یا زبان
عربی میں کوتاہ علم ہو تو اسے بھی قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ جس ذریعہ سے
اس کے لئے قیاس کرنا جائز ہے اس میں اس کی عقل کو نقص لاحق ہے
اور ہم یہ کہیں گے کہ یہ شخص ہمیشہ اتباع ہی سے گفتگو کرے قیاس سے نہیں واللہ اعلم
امام شافعی کے ان شروط کے ذکر کے بعد جن کا قیاس کرنے والے عالم میں پایا
جانا ضروری ہے ہم ایک دوسرے مسئلے کی تحقیق کرنا چاہتے ہیں یعنی
کیا ایسے شخص کو جس میں یہ شرائط پائی جاتی ہوں نصوص کی مکمل طلب سے
پہلے قیاس کرنا جائز ہے؟ علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں اس مسئلے کی تین صورتیں ہیں

AsliAhleSunnet.com

احدٰھا الحکم بہ قبل طلبہ من النصوص المعروفۃ وھذا لا یجوز بلا تردد

الثانیۃ الحکم قبل طلب نصوص لا یعرفھا مع رجاء الوجود ولو طلبھا فھذہ طریقۃ الحنفیۃ تقتضی جوازہ ومذھب الشافعی واحمد وفقھاء الحدیث انہ لا یجوز ولھذا جعلوا القیاس بمنزلۃ التیمم وھم لا یجیزون التیمم الا اذا غلب علی الظن عدم الماء فکذ النص. وھو معنی قول احمد: ما تصنع بالقیاس وفی الحدیث ما یغنیک عنہ؟ وھذہ المسئالۃ ھی الام فی الفرق بین اھل الحدیث واھل الرأی لکن یتفاوت اھل الحدیث فی طلب النصوص وطلب الحکم منھا

الثالثۃ: اذا ییئس من الظفر بنص حدیث یغلب علی ظنہ عدمھا فھنا یجوز بلا تردد (المسودۃ لابن تیمیہ ۳۷۰)

(۱) معروف نصوص کی طلب سے پہلے قیاس سے حکم بیان کرنا یہ صورت بلا تردد ناجائز ہے۔

(۲) ایسے نصوص کی طلب سے پہلے جنھیں وہ نہیں جانتا لیکن ان کے وجود کی امید ہے قیاس سے حکم دے دینا اگرچہ انھیں طلب کرے یہ حنفیہ کا طریقہ ہے جو اس کے جواز کا متقاضی ہے امام شافعی، احمد اور فقہاء حدیث کا

AsliAhleSunnet.com

مذہب ہے کہ یہ جائز نہیں اس لئے انھوں نے قیاس کو تیمم کے منزلے میں رکھا ہے وہ لوگ تیمم کو اس وقت جائز ٹھہراتے ہیں کہ جب پانی نہ ہونے کا ظن غالب ہو جائے اسی طرح نص کا مسئلہ بھی ہے امام احمد کے قول ما تصنع بالقیاس فی الحدیث ما یغنیک کا یہی مطلب ہے یہ مسئلہ اہل حدیث اور اہل رائے کے مذہب کے درمیان بنیادی فرق پیدا کرنے والا ہے۔ اہل حدیث نصوص کے طلب کرنے اور ان سے حکم حاصل کرنے میں ان سے الگ ہیں۔

(۳) جب کسی حدیث کے نص کے ملنے سے مایوس ہو جائے اور اس کا ظن غالب ہو کہ نہیں ہے اس صورت میں قیاس بلا تردد جائز ہے

جب قیاس کی قابلیت رکھنے والے حضرات آپس میں اختلاف کر جائیں تو کیا ہم سب کو حق پر محمول کریں یا یہ سمجھیں کہ بعض حق پر اور بعض خطا پر ہیں امام شافعی اس مسئلے کے متعلق لکھتے ہیں:

اگر کہا جائے کہ جو شخص اجتہاد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے قیاس کرے تو ایسی صورت میں کیا ایسے لوگ آپس میں اختلاف کرتے یا کر سکتے ہیں یا جب اختلاف کریں تو سب کو حق پر مانا جائے گا یا بعض کو حق پر اور بعض کو خطا پر تسلیم کیا جائیگا؟
اس کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر وہ اجتہاد کی صلاحیت کے انسان ہیں خواہ ایسے لوگوں میں اختلاف ہو جائے اور کوئی ایسا مذہب

AsliAhleSunnet.com

اختیار کریں کہ جس سے انھیں یہ کہنے کا احتمال ہو کہ مطلقا غلطی کی ہے تو ان میں سے ہر ایک کو یہ کہا جائے گا کہ جس چیز کا مکلف کیا گیا ہے اس میں اس شخص نے اطاعت اختیار کی ہے اور حق کو پہونچا ہے وہ علم غیب کا مکلف نہیں کیا گیا ہے کہ جس پر کوئی شخص مطلع نہیں ہو سکتا۔

(۷/۲۰۷،۵۰،۲ الام للشافعی)

اس کی مثال قبلے سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جیسے دو آدمی دو راستوں کے بارے میں اجتہاد کریں جو علم نجوم، ہوا، سورج، چاند کی گردش سے واقف ہوں ایک کی رائے یہ ٹھہری کہ قبلہ دائیں پہلو پر ہے دوسرے کی رائے یہ ہوئی کہ قبلہ اس سے بائیں ہے ایسی صورت میں دونوں کو اپنی اپنی رائے کے مطابق نماز پڑھنی چاہیئے دوسرے کی اتباع نہیں کرنی چاہیئے۔ دونوں میں سے کوئی عین سمت قبلہ کی درستگی کا مکلف نہیں کیا گیا ہے کیونکہ اسے دیکھ نہیں رہا ہے بلکہ دلائل سے اس طرف توجہ کا اسے مکلف کیا گیا ہے اور وہ اس نے پورا کر دیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ ایک پر خطا کا حکم لاگو ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس چیز کا وہ مکلف ہے اس میں وہ خاطی نہیں ہے لیکن عین بیت اللہ کے محاذات کی غلطی تسلیم ہے اس لئے کہ بیت اللہ دو سمتوں میں نہیں ہو سکتا اگر کہا جائے کہ ایسی صورت میں وہ غلط راہ پر چلنے والا مانا جائے گا اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی مثال

AsliAhleSunnet.com

اجتہاد کرنے والے کی سعی ہے جو اجتہاد کا مکلف کیا گیا ہے کہ حق کو پہونچنے پر اطاعت گذار مانا جائے گا اور خطا پر گنہ گار نہیں ہوگا کیونکہ آنکھ سے اوجھل چیزمیں درستگی حاصل کرنے کا اسے مکلف نہیں کیا گیا ہے لہٰذا جس کے عین کے حصول کا مکلف نہیں کیا گیا ہے اس سے متعلق خطا پر کوئی وبال بھی نہیں ہوگا۔ (۷/۴، ۲۷۴، ۲۷۵ الام للشافعی)

امام شافعی نے اپنے اس قول کے متعلق اس حدیث سے استدلال کیا ہے

ذا حکم الحاکم فاجتھد فاصاب فلہ اجران، واذا حکم الحاکم فاجتھد فاخطاء فلہ اجر (الام للشافعی)

جب حاکم فیصلہ کرے اور اجتہاد کرنے پر حق پالے تو اسے دوہرا اجر ہے اور جب فیصلہ کرتے ہوئے اجتہاد کرنے میں غلطی کر جائے تو اسے ایک اجر ملے گا۔

وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم

درود وسلام ہو حضرت محمد پر اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر

ختم شد

AsliAhleSunnet.com

Umar Sulaiman Al-Ashqar

ANALOGY

A COMPARATIVE STUDY

RAMPUR RAZA LIBRARY
Acc No
Date

Translated by

ABDUL WAHHAB HIJAZI

Published by

Idaratul Buhoosil Islamia
Jamia Salafia, Varanasi

AsliAhleSunnet.com